بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

انہ اوی القریۃ

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

۳۹

نمبر ۴۰ و ۴۱ | مورخہ ۳۱ و ۱۰ - ۳ - اکتوبر و نومبر سنہ ۱۹۰۳ء روز یکشنبہ | جلد ۷

اتبعوا السواد الاعظم

حضرت فاضل امروہی کے اس مضمون کو غور سے کئی بار پڑھو

حدیث شریف میں آیا ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجۃ ایضاً و ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ و من شذ شذ فی النار رواہ الترمذی۔ جماعت احمدی جو نہایت قلیل ہے اس کا کیا جواب دے گی۔

الجواب

واضح ہو کہ ان دونوں حدیثوں میں اگر امت اور جماعت یا سواد اعظم سے مراد صرف جماعت کثیرہ بلحاظ کثرت افراد کے ہی ہو بغیر لحاظ اتباع کتاب و سنت کے تو اسلام میں بڑے بڑے مفاسد کثیرہ و عظیمہ لازم آتے ہیں کیونکہ امام حسین علیہ السلام کے وقت سے لیکر اس وقت تک بڑے بڑے آئمہ ہدیٰ اور ارکین اسلام ایسے گذرے ہیں کہ جنکی ولایت اور امامت مسلم فریقین ہے مگر ان کے مخالفین بڑی کثرت کے ساتھ بڑے بڑے سواد اعظم تھے تو ان معنی مزعوم سے ان تمام آئمہ ہدیٰ کا فی النار اور ضالین ہونا نعوذ باللہ لازم آتا ہے واللازم باطل فالملزوم مثلہ ان آئمہ ہدیٰ کی تفصیل کسی قدر ہم نے رسالہ تحذیر المومنین میں لکھی ہے اور انکے مخالفین کی طرف سے سوائے تکفیر و تضلیل کے جو جو آزارت انکو پہنچیں ہیں وہ بھی اس میں درج کی گئیں ہیں پس یہ معنی مزعوم تو کسی طرح پر صحیح ہو ہی نہیں سکتے علاوہ اس لزوم بطلان کے حدیثین مذکورین یا یہ معنی مزعوم نصوص قرآنی اور دیگر احادیث صحاح کے بھی معارض و مناقض ہوئی جاتی ہیں فاین التوفیق والتطبیق چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقلیل من عبادی الشکور یعنی مزعوم مخالفین سے لازم آتا ہے کہ یہ عباد قلیل بھی من شذ شذ فی النار کے مصداق ہوں۔ ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضھم علی بعض الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وقلیل ماھم پ ۲۳ ع ۱۱۔

ایضاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولئک المقربون فی جنات النعیم ثلۃ من الاولین و قلیل من الاخرین۔ اللہ تعالیٰ تو اس فرقہ قلیل کو فی جنات النعیم فرماتا ہے اور آپ کے معنی مزعوم ان عباد قلیل کو فی النار قرار دیتے ہیں فاین التوفیق والتطبیق پس ظاہر ہے کہ یہ معنی مزعوم نصوص قرآنیہ کے کسقدر مضاد اور مخالف ہیں فباطل ما کانوا یزعمون۔

اب ہم دیگر احادیث صحاح و حسان پر نظر کرتے ہیں تو ان معنی مزعوم کو نصوص حدیثیہ صحیحہ کے بھی مخالف و مضاد پاتے ہیں۔ حدیث ترمذی متضمن افتراق امت میں ہے کہ تفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ ظاہر ہے کہ بہتر میں سے بمقابلہ ایک فرقہ کے بہتر فرقے ہی سواد اعظم ہونگے اور ایک ان کے مقابلہ میں قلیل ہوگا کیونکہ اس ایک کی

منجملہ اُن کے ایک یہ ہی واقعہ نزول مسیح ہے اور اگر احادیث کا وہ رطب و یابس ذخیرہ جو اُنکو پہونچا اور جو اُن کے زمانہ سے متعلق تھا بجنسہ ویسا چھوڑ جاتے جیسا کہ ملا تھا تو یہ دقتیں جو آج مولویوں سے بھگتنی پڑ رہی ہیں پیش نہ آتیں معلوم نہیں وہ یہ خیال کرتے تھے کہ علم ہمپر ہی ختم ہے اور آیندہ آنے والی نسلوں کا اُسمیں کچھ حصہ باقی نہیں رہا یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے اگر ہمارے اسلاف یہ نہ فرماتے تو ہم ضرور دماغوں سے کام لیتے اور آج یوں ذلیل نہ ہوتے۔

میں اپنے اصل بیان سے بہت دور چلا گیا کلام یہ تھا کہ علم ہندسہ علوم دنیوی میں سے ایک غامض علم ہے جسکا مجھے بخلاف دیگر مسلمانوں کے خاص طور پر عطا ہونا میرے حق میں ایک معجز نما کرشمہ قدرت تھا جس سے ایک سعید پتہ لگا سکتا ہے کہ قدرت کو اس شخص کی خاص طور پر پرداخت منظور ہے چنانچہ اُس ارحم الراحمین نے علوم دینی میں بھی مجھے بطور خود ادنی سے اعلی طرف ترقی دی اور علوم روحانی کا وہ غامض علم جو مسیح موعود کی تصدیق و معرفت کا علم ہے مجھپر پورے ثبوتوں کے ساتھ کھولدیا اور ایسا ظاہر کیا کہ عین الیقین سے حق الیقین پر پہونچا دیا اس علم کے آگے ہندسہ کی کچھ حقیقت نہیں کیونکہ وہ میری ابتدائی تعلیم اور یہ انتہائی وہ وہمی شکلوں کا مجموعہ اور یہ مشہودات و محسوسات بیّنہ

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اور علاوہ اسکے ہندسہ اور علم روحانی میں ایک خاص تعلق بھی پایا جاتا ہے چنانچہ حضرت اقدس نے ایک غامض مسئلہ روحانی کے ثبوت میں اقلیدس سے مدد لی ہے جہاں پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مظہر اتم حق جل و علا کا ثابت کیا ہے۔

غرضکہ مسئلہ تصدیق مثیل مسیح ایک غامض مسئلہ ہے کہ جسپر وہ لوگ جو تعلیمات قدیمہ و جدیدہ و نیز صدق ارادت رکھتے ہوں پہونچ سکتے ہیں۔ اور اس کے قبول کرنے کے قابل تو تعلیم یافتہ جماعت زیادہ موزون معلوم ہوتی ہے۔ یہ میرا خیال المرء نفیس علی نفسہ کی بنا پر ہے۔

پس ایسی نعمت غیر مترقبہ کا کہ جسمیں بڑے بڑے علما سرگرداں ہیں مجھ عاجز کے ہاتھ آجانا اُس ذوالجلال کی ایک بخشش ہے جس کا شکریہ مجھ سے ادا نہیں ہوسکتا۔

میں اس سرزمین قادیان میں خصوصاً مسجد مبارک میں ایک ایسی قسم کی خوشبو پاتا ہوں جسکی باس عجیب قسم کی ہے جس کے بیان کے واسطے میرے پاس الفاظ نہیں قوہی ملکیہ کا ظہور علی وجہ الکمال ہے پس میں تصدیق کرتا ہوں کہ حضرت اقدس نے جو معنے آیۃ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات وبرزوا للہ الواحد القہار کے بیان فرمائے ہیں وہ بالکل صحیح ہے۔ ہم سب کو لازم ہے کہ حضرت اقدس کے کام میں مال سے جان سے مدد کریں تاکہ درجات روحانیہ ہمکو نصیب ہوں صرف یہ نہو کہ سر سید اور انجمن حمایت اسلام لاہور کی طرح صرف دنیوی برکات کے خواہشمند ہوں دنیوی برکات تو بغیر ایمان کے بھی ملجاتے ہیں اُن کے واسطے ایمان شرط نہیں ہے جیسا کہ یورپ کی قوموں کو تم دیکھتے ہو کہ باوجود ایمان نہ ہونے کے زمین کے وارث ہیں۔

پس میں صاف طور پر شہادت دیتا ہوں کہ مذہب اسلام کی کوئی جماعت جب تک حضرت اقدس کی اطاعت میں داخل ہو کر انکی حکم کی کاربند نہ ہوگی ہرگز ترقی نکر سکیگی اور کسیکو صرف چند روزہ فائدہ دنیوی جزوی ہو بھی گیا تو آخرت برباد گنہ لازم کا نمونہ ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ترقی کی علت غائی کو نہیں سمجھا اور یہی ثبوت ہے کہ اُن میں بصیرت کا کافی حصہ نہیں ہے درصل روحانی ترقی اور نیز دنیوی ترقی جو اُسکا ظل ہے وہی لوگ جو حضرت اقدس کی اطاعت کرتے ہیں حاصل کریں گے درصل ترقی کا صرف وہی ایک ذریعہ ہے جو قدرۃ نے حضرت اقدس کے سپرد کیا ہے اور جسپر وہ مامور ہیں جو لوگ اس کارخیر میں حصہ لیتے ہیں وہ ثواب مجاہدین پاتے ہیں اور جو لوگ تیغوں اغراض بالائیں لگے ہیں انکی نسبت امید ثواب ثابت نہیں ہوسکتی۔ درصل الحرب کا استعمال ایک وقت خاص تک قدرۃ کے علم میں محدود ہوتا ہے اسیطرح اب زمانہ آلات حرب کا نہیں ہے اب زمانہ تیغ قلم کا ہے اور مسیح موعود کے نشانوں میں سے ایک عظیم الشان نشان یہ بھی ہے کہ وہ جنگ کو موقوف کر دیگا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح موعود جنگ کو موقوف کرے گا بس خدا تعالی نے قلم ہمارے حضرت اقدس کو دیا ہے اور جس کے ذریعہ سے وہ تمام دجالی فتنے فرو ہونے والے ہیں جو پادریوں اور فلسفہ جدیدہ کے شکوک ہیں کہ جنکو ہمارے حضرت اقدس کا عصاء موسوی ہڑپ کر رہا ہے اور جنکا عنقریب انشاء اللہ تعالے خاتمہ ہوجائے گا۔

جس وقت یہ وعدہ الٰہی اپنے کمال کو پہونچے گا تو یورپ اور امریکہ اسلام کی روشنی سے منور ہوں گے تو وہ ہمارے دینی بھائی ہوں گے اور ہمکو وہ تمام قوت ایجادیہ بوجہ اتحاد مذہبی اُن سے سیکھنے کا کافی موقع ملے گا پس اُسوقت ہم بموجب یغتنمون اخوانا کے سلطنت میں بھی ہم گویا اُن کے حصہ دار ہوں گے پس دینی و دنیوی ترقیات ہمیں حاصل ہونگی جیسے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو نصیب ہوئیں اور یہ وعدہ ضرور پورے ہونگے ضرور پورے ہوں گے لاریب پورے ہونگے جنکی رسول کریم و حضرت مسیح موعود علیہما الصلوۃ والسلام بذریعہ سچی وحی خبر دے چکے ہیں اور علاوہ اس کے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود بروز محمد ہیں اور آپ کے مرید بروز صحابہ محمد ہوے صلی اللہ علیہما وسلم تو لازم ہوا کہ جو نعمتیں ظاہری و باطنی انکو نصیب ہوئیں ان کو بھی نصیب ہوں فالحمد للہ علی ذلک

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

الراقم خاکسار حبیب احمد عفی عنہ
ساکن موضع دودھلی قریب سہارنپور

تفسیر القرآن بالقرآن

یہ ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب ایم بی نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرماکر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا مولوی نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنادی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً اسکی نسبت یہ ارشاد فرمایا۔ نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں دلوں پر اثر کرنے والی ہے حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہم السلام نے

مذہبی تعصب اور شورش مقدونیہ

مندرجہ بالا عنوان سے ہمارے معزز ہمعصر زمیندار نے ایک آرٹیکل نہایت قابلیت اور متانت کے ساتھ لکھا ہے اگرچہ پولیٹکل مضامین الحکم کے مقاصد سے دور ہوں لیکن اس مضمون کو ہم اپنے مقاصد کے ماتحت سمجھکر لیتے ہیں کیونکہ اس میں عیسائیوں کے مقدس رہنماؤں کے طرز عمل پر بحث ہے اور اسی طرح پر ضمناً جہاد پر اعتراض کرنے والوں کی اندرونی حالت کا انکشاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے اس مضمون کو لینا ضروری سمجھا۔ (ایڈیٹر)

مذہبی تعصب اور شورش مقدونیہ

یورپ میں عقل و انصاف ایکطرف اور مذہب و تعصب ایکطرف باہم ایک دوسرے کے مخالف چلے آئے ہیں اور ہمیشہ مخالف چلے جائینگے وحشی نیم وحشی یا نیم مہذب اقوام تو برکنار مذہبی تعصب بڑی بڑی مہذب قوموں اور تہذیب کے مدعیوں کو وحشی یا وحشی سے بدتر کر دیتا ہے۔ عاقبت اندیشی کافور ہو جاتی ہے انصاف نام کو نہیں رہتا۔ عدالت بالائے طاق دھری رہتی ہے اور رحم اور انسانی ہمدردی کو جواب دیجاتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات جسقدر ظہور پذیر ہوئے ہیں انمیں پوپوں۔ پادریوں اور مذہبی پیشواؤں کا زیادہ حصہ رہا ہے بلکہ اکثر اوقات ان تمام خرابیوں کا بانی مبانی یہی مقدس فرقہ رہا ہے یورپ کی پچھلی تواریخ پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بدن پر رعشہ پڑ جاتا ہے اور دل پہلو میں دھڑکنے لگتا ہے سپین اٹلی پرتگال وغیرہ آج تک اپنے اپنے اُن لاکھوں بچوں کے خاک و خون پر ماتم کر رہے ہیں جو بارھویں صدی میں پوپ انوسنٹ ثالث کی انکویزیشن کے ممبروں۔ (پادری صاحبوں) کے ظلم و جبر اور سفاکی و خونریزی کے شکار ہوئے۔ اسی خدا کی مقدس اور روح القدس سے مطہر کیے ہوئے فرقہ کی برپا کی ہوئی صلیبی جنگ کے مقتولوں کے خون ندیاں مصر اور بیت المقدس کے نواح میں آجتک بہ رہی ہیں۔ سولھویں صدی کی اصلاح کے مخالفوں کے شکار آجتک ان خدائی بروں کے ناخن اور پنجوں کے زخموں کو زبان حال کر تازہ کر رہے ہیں۔

جب عیسائیوں کا عیسائیوں کے ساتھ یہ برتاؤ رہا ہے تو یہودیوں کی شکایت بیجا اور مسلمانوں کی فریاد فضول ہے ؎ تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیرے۔ تعجب پر تعجب تو یہ ہے کہ روس اور آسٹریا اقبال کرتے ہیں کہ مقدونیہ اور بلغاریہ والے خود شرارت کرتے ہیں۔ انگلستان کے وزیر اعظم نے جس سے زیادہ باخبر اور سلطنت کے رموز کے واقف کوئی اور شخص نہیں ہو سکتا۔ کنٹربری کے لاٹ پادری صاحب کے جواب میں صاف کہدیا کہ مقدونیہ کی عیسائی آبادی کا اپنا مذہبی جوش اور اپنا جنون انکی خرابی کا باعث ہو رہا ہے۔ فرانس کے مدبروں کا یہ خیال ہے کہ وہ شریف النفس بلغاری جس کے معاملہ میں مسٹر گلیڈاسٹون اس قدر دلچسپی لیا کرتے تھے نہ صرف مقدونیہ کی بلکہ اپنی تباہی آپ کر رہا ہے۔ یونان کی عیسائی سلطنت ان بدذاتوں کے ہاتھ سے سلطان کے پاس فریاد کر رہی ہے مگر یہ خدا کے برگزیدہ اور مقدس لوگ باوجود اس علم اور یقین اور ایسی قوی شہادتوں کے پھر بھی مجرموں اور مفسدوں کی ترجیح کر رہے ہیں۔ اور جیساکہ پچھلی ہفتہ کی خبروں سے ظاہر اور ثابت ہو گیا ہے۔ انگلستان کے بڑے بڑے لاٹ پادری اور مقدس اور متبرک لمبی داڑھیوں والے بزرگ اکٹھے ہو کر اور بڑے بڑے جلسے منعقد کر کے رزولیوشن پاس کر رہے ہیں کہ ٹرکی کی سلطنت کو صفحہ ہستی سے مٹا دو۔ مسلمانوں کا تخم یورپ سے اُکھاڑ دو۔ ان مسلمانوں کا جرم یہ ہے کہ وہ ان فرشتہ مزاج اور حلیم الطبع مقدس بزرگوں کے مریدوں کو بغاوت اور قتل و خونریزی سے روکتے ہیں۔ ان باغیوں کے سرغنوں میں بھی اکثر پادری لوگ ہیں جنمیں سے ایک کا اسم مقدس ریورنڈ مسٹر نویف صاحب ہے۔

حضرت مسیح کی تعلیم تو یہ تھی کہ اگر کوئی شخص تیرے داہنے گال پر تھپڑ لگائے تو تو بایاں بھی آگے کر دے مگر آرچ بشپ کنٹربری۔ لارڈ بشپ لندن اور دوسرے مذہبی پیشوا ان عیسائیوں کی حمایت اور سفارش کر رہے ہیں جو بروئے شہادت ہم مذہبان خود مبدائے فساد ہیں۔

مسیح کے قول کے مطابق آسمانی بادشاہت راستبازوں کا حق ہے اور یہ آسمانی بادشاہی کے وارث ایسے گروہ کے ساتھ ہمدردی کر رہے ہیں جو خود اپنے ہی عیسائی بھائیوں کو قتل کرتے اپنی ہی عیسائی بہنوں کی بے عزتی کے مرتکب ہوتے اور اپنے عیسائی بچوں کے گلوں پر خود چھریاں پھیرتے ہیں اور مسلمان ترکوں کا نام لگا دیتے ہیں تاکہ ہم قوم سلطنتوں کو جوش دلاویں۔ بعض اوقات اس جھوٹ اور فریب کو سچ کر دکھانے کی غرض سے ترکوں کا لباس پہن لیتے ہیں اور یہ پادری صاحبان اس قسم کے جھوٹ اور فریب کے خود بانی ہیں۔

مسیح کا حکم یہ ہے کہ قیصر کا حق قیصر کو دو لیکن یہ مسیح کے سچے پیرو اور جانشین اپنے مریدوں کو بھڑکاتے اور جوش دلاتے ہیں کہ قیصر کو گھر ہی سے نکالدو یا قتل کر دو اور جو کچھ اُسکا حق ہے وہ غصب کر لو۔

حضرت مسیح کے ان مقدس پیرووں۔ اُمتِ مسیحائی کے پیشواؤں۔ خدا کی آسمانی بادشاہت کے ٹھیکیداروں اور دنیا میں تہذیب کے مدعیوں کو یہ معلوم نہیں کہ خاک بدہان اعداء ٹرکی خدانخواستہ معدوم بھی ہوگئی تو دو ایک عیسائی سلطنتوں کو لیکر ڈوبے گی اور ٹرکی کا خاتمہ یورپ کے اقبال کے خاتمہ کا دیباچہ ہوگا ؎ ہمتو ڈوبے ہیں صنم تمکو بھی لے ڈوبیں گے +

یہ مقدس گروہ ہمدرد بنی نوع انسان خیر طلب قوم و ہوا خواہ ملک یہ نہیں جانتے کہ ہم دوسری قوموں کو سبق دے رہے ہیں کہ غیر مذہب سلطنت کا جوا کندھوں سے اس طرح اُتارا جاتا ہے اور ہم مذہبوں کے ساتھ اسطرح جائز ناجائز واجب ناواجب ہمدردی کی جاتی ہے انکو یہ معلوم نہیں ایسے ایسے سبق دینے سے سلطنتوں کو کیسے کیسے خطرات پیش آ سکتے ہیں۔

ہم کبھی یقین نہیں کر سکتے کہ ان بیوقوف مذہبی متعصبوں کے مخالف مذہب بکواس سے ہمارے بیدار مغز شہنشاہ معظم اور اُن کے وزیر اعظم دھوکہ میں آجائینگے اور اپنے مشہور و معروف عقل و دانش سے انحراف کر کے خود اپنی سلطنت کو جو دنیا میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت کہلاتی ہے بدنام اور اپنے کروڑوں مسلمان رعایا کو بدظن اور مایوس کرینگے

معترضین یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام بھی تو ایک مذہب ہے اور اُس کا تعصب بہت عیسائیوں بلکہ اور قوموں میں بھی مشہور ہے ہم کہتے ہیں کہ اگر اسلام ایسا متعصب ہوتا جیسا کہ عیسائی پادری ہیں تو جسطرح سپین سے جہاں مسلمانوں کی سات سو برس تک حکومت رہی (؟) مسلمانوں کے وجود سے خالی کر

جاتا اس سے زیادہ اسلام کی بے تعصبی اور کیا ہوگی یہ ہے کہ عین عروج کے زمانہ میں جبکہ بڑے بڑے سلاطین یورپ وزیر اعظم ٹرکی کا بھائی کہلانا اپنا فخر سمجھتے تھے اور ٹرکی کے روبرو کسی چون و چرا کی مجال نہ تھی اپنی سلطنت میں سے عیسائیوں کو خارج نہیں کیا۔ یہ سلاطین ٹرکی نے یورپین پالیسی کے لحاظ سے سخت غلطی کی کہ جسکا خمیازہ آجتک بھگت رہے ہیں۔

ہم گذشتہ معاملات کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش نہیں کرتے اور نہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ مذہب اسلام کی رو سے ہر ایک سلطان سلطنت مسلم اور غیر مسلم رعایا کے حقوق مساوی ہیں اور مساوی رہے ہیں بلکہ اسوقت ہم سلطان ٹرکی کی پولیٹیکل نازک حالت کو اپنے دعویٰ کی دلیل پیش کرتے ہیں۔

کامن سنس اور معمولی عقل کبھی تسلیم نہیں کرسکتی کہ ترک جو چاروں طرف سے زبردست عیسائی سلطنتوں سے گھرے ہوئے ہیں جن میں آرچ بشپ کنٹربری اور بشپ لندن جیسے ہزاروں لاٹ پادری موجود ہیں جو ذرہ ذرہ بات پر جھوٹے سچے عذر کی تلاش میں رہتے ہیں ایسے بے وقوف نہیں ہوسکتے کہ عیسائی رعایا پر زیادتی کریں یا زیادتی کرکے اپنی ہمسایہ عیسائی سلطنتوں کو اپنی سلطنت کے امور میں دخل دینے کا موقعہ دیں۔

عیسائی رعایا سلطنت ٹرکی کی کمزوری اور عیسائی سلطنتوں کی شیخی پر خود شرارت اور چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں تاکہ بلغاریہ وغیرہ کی طرح انھیں بھی آزادی حاصل ہو۔ ذرا باغیوں کے اعلان کی نقل اور بالخصوص وہ فقرات جنپر خطوط کھینچے گئے ہیں اسی پرچہ کے کسی دوسرے کالم میں ملاحظہ ہوں۔

اس آرٹکل کے لکھے جانے کے بعد کی تارخبروں سے معلوم ہوا کہ ہز اکسلنسی لارڈ لینسڈون اپنے مذہبی پیشواؤں کے دھوکہ میں آکر روس اور آسٹریا کو یہ رائے دی ہے کہ مقدونیہ میں ایک عیسائی خودمختار گورنر مقرر کیا جاوے افواج ٹرکی متعینہ مقدونیہ کا افسر بھی بھی ہوں۔ مصیبت زدوں کو امداد دیجائے اور جو دیہات اس بغاوت کے عرصہ میں گئے ہیں وہ ایک کمیشن کا لنسلان بین الاقوام کے ذریعہ پھر تعمیر کرائے جائیں گویا دوسرے لفظوں میں صوبہ مقدونیہ بھی خودمختار کیا جاوے اگر لارڈ لینسڈون نے یہ تجویز منظوری شاہ معظم و وزیر اعظم انگلستان پیش کی ہو تو ہمیں سخت افسوس ہے۔ اول تو انگلستان کے لیے سخت ندامت کی وجہ ہے کہ وہ ایسی ..... بے التفات تجویز دوسری سلطنتوں کے حضور میں پیش کرے پھر اگر روس اور آسٹریا نے اس تجویز سے انکار کر دیا تو انگلستان کے لیے اس سے زیادہ ہتک ممکن نہیں اور اگر منظور کر لی تو بہ نسبت روس اور آسٹریا کے انگلستان کو کیا تجارتی اور کیا پولیٹیکل نقصانات زیادہ پہنچیں گے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا اس سلطنت کو جسکی ظل عاطفت میں ہندوستان ایسے عیش و آرام سے بسر کر رہا ہے ایسی غلط کاریوں کے نتائج سے محفوظ رکھے۔ مگر ہم لارڈ لینسڈون سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر آپ کی یہ تجویز منظور بھی کرلی جائے تو لاکھوں مسلمانوں اور یہودیوں کی جو مقدونیہ میں آباد ہیں کیا عاقبت ہوگی۔ کیا انھیں انھیں پادری صاحبوں کے رحم پر چھوڑ دیا جائیگا تاکہ کریٹ کے مسلمانوں کی طرح بے عزت ہو کر نکالے جائیں۔ ہمیں یقین نہیں آتا کہ روس اور آسٹریا لارڈ لینسڈون کی تجویز پر اتفاق کریں۔ اور نہ ہی سلطان ایسے بودے ہیں کہ جھٹ پٹ مقدونیہ کا قبضہ چھوڑ دیں۔

(زمیندار)

مذہب عیسوی کی مشکلات اور یونیورسٹیوں میں اپیل

اخبار کیمبرج کرانیکل ۳ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں لکھتا ہے۔

دو سند جہ ذیل اپیل آکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں کے چانسلروں کے پاس بھیجی گئی ہے ہندوستان میں عیسائی مذہب اور بائبل کی حالت بہت ہی خطرناک ہو رہی ہے جس کی وجہ بائبل کے متعلق نئی تحقیقات سے جو مسئلے پیدا ہوئے ہیں اُن کا پھیل جانا ہی اور جنکو وہاں انگریزی یونیورسٹیوں کی تعلیم کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ دیسی اخبارات خصوصاً اور بالاعتنائیہ پنجاب کا اخبار ریویو آف ریلیجنز کھلے طور پر اس امر کو پیش کرتے ہیں کہ تعلیم عیسائی مذہب کی تردید کرنے والی ہے اور بائبل یقینا سچائی میں اور اسی وجہ پر اخلاقی تعلیم کے لحاظ سے قرآن شریف سے بہت ادنیٰ و کم درجہ پر ہے۔ اسی قسم کی باتیں اور نکتہ چینیاں بنگال۔ شام۔ آسٹریلیا۔ اور دنیا کے دوسرے حصوں میں پہونچ رہی ہیں۔ پادریوں کی حالت عجیب بے ڈھنگی ہو رہی ہے کیونکہ مذہب عیسائی کی اس کتاب مقدس یعنی بائبل سے انھیں تعلیم دینی پڑتی ہے جس کی صداقت کا انکار عیسائی مذہب کے عین مرکز میں یعنی خود یونیورسٹیوں ہو رہا ہے اور گرچہ بائبل کے متعلق اس اعلیٰ تنقید کے مسئلے باریک علوم اور نئی تحقیقات کی روشنی میں اور نیز بائبل کی تنقید کی تمام شاخوں میں ماہر علوم کے لحاظ سے جیسے مثلاً زبان دانی۔ قدیم چیزوں کا علم۔ ادب اور تاریخ اور پھر سب سے بڑھکر علوم طبیعات کی روشنی میں یہ مسئلے بیدلیل ثابت ہوگئے ہیں۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ بائبل کی صداقت کے انکار کے یہ مسئلے یونیورسٹیوں سے نکل کر تمام دنیا میں پہنچ چکے ہیں یہانتک کہ ملاں مسلمان اب دیسیوں کے سامنے بائبل کو اس رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ وہ قرآن شریف سے بڑھکر کچھ نہیں سکھلاتی بلکہ جہانتک اس کی صداقت کا سوال ہے یہ قرآن شریف سے ادنےٰ درجہ پر ہے کیونکہ قرآن کریم کی صداقت پر اس کے پیرووں کو ذرا بھی شک نہیں۔ یہ اس ملک کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ بائبل کی اعلیٰ تنقید کے مسئلوں کی علمی تردید اس کے ہاتھ میں آگئی ہے اور اس سے بڑھکر یہ کہ علمی تردید یونیورسٹیوں سے باہر اور ان کے بلاواسطہ ملی ہے اور خواہ اس حالت کو یونیورسٹیاں تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن یہ حالت اس ملک میں عام طور پر تسلیم کی جارہی ہے کیونکہ اس سارے مضمون پر نئی ماہرانہ تصنیفات کی وجہ سے کامل علوم بھیل رہے ہیں لیکن اگر یونیورسٹیوں کے اوقات عیسائی مذہب کی تائید سے بالطرح منحرف کیے جاتے ہیں اور اگر یونیورسٹیوں کے سرکاری سیل مذہب عیسائی کی بنیاد یعنی بائبل کی صداقت کے انکار کے لیے اور بائبل کے رتبہ کو کم کرکے قرآن شریف کے برابر کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں تو پھر یونیورسٹیوں کے چانسلروں کے سامنے یہ کھلی اپیل پیش کیجاتی ہے کیونکہ یونیورسٹیاں صحیح معنوں میں "قومی ورثہ" ہیں اور اس عیسائی تعلیم کا سچا نقشہ پیش کرتی ہیں جو کہ یونیورسٹی کی کتبہ "اے خداوند مجھے نور دے" میں منقوش ہے اور یونیورسٹیوں کا ایسی تعلیم پر اصرار کرنا جسکو غیر عیسائی لوگ

بھی جنکو عیسائی کرنے کے لیے اس ملک سے مشنری بھیجے جاتے ہیں اپنی تعلیم کی طرح ہی سمجھتے ہیں۔ اصل مقصد سے بالکل ایک طرف دور جا پڑتا ہے اور قرائن یونیورسٹی کی عملاً خلاف ورزی ہے اس مضمون پر کیا دنیاوی اور کیا مذہبی اخبارات میں خط و کتابت کے بڑے بڑے انبار اس امر کو ظاہر کرتے ہیں کہ ان علمی دلائل کے متعلق جنسے اعلیٰ تنقید بائبل کے مسئلوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے پورا پورا و مفصل علم وسیع پیمانہ پر عام ہو چکا ہے اور یونیورسٹیوں کا اعتبار جو انکو مفید اور مذہبی تعلیم کے مرکز ہونے کی رو سے حاصل ہے بالکل جاتا رہے گا اگر وہ بائبل گزشتہ والی تنقید کا راستہ نہ چھوڑ دیں گی جو اب اس ملک میں غلط تسلیم ہو چکا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ یونیورسٹیوں کا خدا اور عیسائیت کے اعتقاد اور اطاعت کو بدلنا خواہ اس کی وجہ عارضی طور پر عقلی پلہ کا بھاری ہو جانا ہو جو کہ پچھلی نصف صدی کی تحقیقاتوں یا انکشافوں سے ہوا ہے یا کوئی اور وجہ ہو۔ ایسی تبدیلی اب عیسائی ملک کے عام لوگوں کی منظوری کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور حقیقت میں یہ ایک ایسا اہم اور بنیادی سوال ہے جو مقامی طور پر یونیورسٹیوں میں تصفیہ نہیں پا سکتا بلکہ تمام دنیا کی انگریزی عیسائیت کی عام منظوری سے روا رکھا جا سکتا ہے۔"

کیمبرج کرانیکل کی یہ تحریر عیسائی پادریوں کی حالت سے زیادہ بے سر و پا ہے۔ تعجب آتا ہے کہ یونیورسٹیوں کی تعلیم پر اعتراض کس قسم کا کیا جاتا ہے خواہ یہ اپیل کیمبرج سے ہی پیش کی گئی ہو مگر اس میں شک نہیں کہ اس میں جو صورت اختیار کی گئی ہے وہ بالکل بیہودہ ہے۔ یونیورسٹیاں اس تعلیم کو کیونکر پھیلا سکتی ہیں جس کو وہ جھوٹا سمجھ رہی ہیں۔ اگر عیسائی لوگ گزشتہ انیس سو سال سے ایک سخت گمراہی میں پڑے رہے ہیں تو ان گمراہی یونیورسٹیوں کے لیے کوئی دلیل نہیں کہ غلطی کے اظہار کے بعد بھی وہ بھی غلطی کی تعلیم ہی دیتی رہیں کیا یونیورسٹیوں کی بنیاد جھوٹ اور غلطیوں کی تعلیم دینے کے لیے رکھی گئی تھی۔ یہ کہنا کہ یونیورسٹیوں کا فرض ہے کہ عوام کی مذہبی رائے کی تائید کریں خواہ اسے جھوٹا سمجھیں یا سچا۔ اس سے بڑھ کر کوئی بیہودگی نہیں۔

کیمبرج کرانیکل کی تحریر نادانی کا عجیب مجموعہ ہے ایک طرف تو یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ بائبل کی اعلیٰ تنقید کے مسئلوں کے پھیلنے سے عیسائیت اور بائبل کی حالت نہایت خطرناک ہو رہی ہے دوسری طرف یہ بھی جتلانا مقصود ہے کہ اندر ہی اندر ان مسئلوں کی خیالی علمی تردید ہاتھ آجانے سے اطمینان ہو گیا ہے۔ اخبار مذکور دعویٰ کرتا ہے کہ تنقید بائبل کے سارے مضمون نئی ماہرانہ تصنیفات میں سے لیے نئے کامل علوم حاصل ہوئے ہیں جن سے اعلیٰ تنقید کے مسئلوں کی تردید ہوتی ہے۔ ہم تعجب کرتے ہیں کہ کیا بائبل کا دائرۃ المعارف جس کی چوتھی اور آخری جلد ابھی چند مہینے ہی ہوئے ہیں شائع ہوئی ہے اور جو ہر ملک کے فاضلان بائبل کے عمیق غور و فکر کا نتیجہ ہے ان اونچی "ماہرانہ تصنیفات" کے اندر نہیں آتی۔ اس قابل قدر تصنیف کے مصنفوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف برطانیہ کلاں کے فاضلان و ماہران بائبل ہی شامل ہیں بلکہ ہر ایک عیسائی ملک کے عالم جو علوم بائبل میں خاص طور پر امتیاز رکھتے ہیں ان کی قلموں کے لکھے ہوئے آرٹیکل بھی اس میں موجود ہیں اور ہر ملک کے فاضلوں کے نام ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ اس کتاب میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ حادی اور صحیح خیالات ہیں یہ امر بالکل قابل تسلیم نہیں کہ اس قسم کے مشہور اور فاضل ماہران بائبل جیسے پروفیسر چینی[۱] - ٹیل[۲] - ہوفمان - سمتھ[۴] - شمیڈل[۵] - گلٹزر[۶] - نولدیک[۷] اور اور انگلستان اور دوسرے ممالک کی یونیورسٹیوں کے پروفیسر لیکچرار اور فیلو جن کی تعداد کچھ تھوڑی سی نہیں یہ سب کے سب بعض "کامل علوم" اور ان "علمی دلائل" سے محض ناواقف ہیں جن کا پتہ کیمبرج کرانیکل کو مل گیا یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ان فاضل لوگوں کو عیسائی مذہب اور بائبل کے خلاف کوئی تعصب تھا نہیں بلکہ انکو بائبل سے محبت ہر وقت یکلاس سے زیادہ ہے جو کیمبرج کرانیکل کو ہے چنانچہ دائرۃ المعارف مذکور کی تمہید میں اس کے ایڈیٹر لکھتے ہیں کہ ہم اس دفعہ کو ختم کرنے سے پہلے سچے دل سے یہ شہادت ادا کرتے ہیں کہ بائبل پر محققانہ اور نہایت گہری نظر کے ساتھ جبکہ وہ نظر کافی طور پر محیط ہو کتاب مقدس کے ساتھ محبت ہمیشہ بڑھتی ہی گئی۔

عیسائی مذہب کی حقیقت اگر معلوم ہو سکتی ہے تو صرف عیسائی یونیورسٹیوں سے ہی ہو سکتی ہے جو کہ عیسائی تعلیم کی مرکز ہیں نہ کہ عوام سے جو عموماً جاہل ہوتے ہیں اور نہ ہی اس قسم کے متعصب مذہبی پیرو جن سے جن کی غرض عوام کو خوش کرنا ہوتا ہے۔ کیمبرج کرانیکل کی یہ رائے ہے کہ یونیورسٹیوں کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ وہ سچائی کو شائع کریں جب تک کہ عام لوگ ان کے ساتھ اتفاق نہ کریں کیا کوئی عقلمند انسان ایسی بیہودہ بات کو تسلیم کر سکتا ہے۔ سچے مذہبی علوم تمام دوسرے سچے علوم کی طرح عوام سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ عوام تو اندھوں کی طرح انہیں سڑے گلے پرانے عقائد کے پیچھے چلتے رہے جب تک کہ ان کے خلاف عقائد مضبوطی کے ساتھ قائم نہ ہو جاویں اگرچہ پادریوں اور واعظوں پر یہ کبھی امید نہیں ہو سکتی کہ وہ پرانے عقائد کو چھوڑ سکیں کیونکہ ان کے لیے وہ ذریعہ معاش ہوتے ہیں لیکن باوجود اس بات کے بائبل کی اعلیٰ تنقید کے مسئلے عام طور پر گرجوں کے پادری اور مشنری لوگ تسلیم کر رہے ہیں۔

کیمبرج کرانیکل کی یہ عجیب اپیل عیسائی مذہب کی افسوسناک حالت کو ظاہر کرتی ہے دراصل اس اپیل کا منشا یہ ہے کہ وہ ان خیالات کی تردید ہے جن پر عیسائی مذہب قائم ہے اور جو انیس سو سال سے عیسائی دنیا میں مانے چلے آئے ہیں عیسائیت پر وہ کاری حربہ نہ چلائیں جس سے اس کا کام تمام ہو جاوے۔ آہ کتنی بڑی مصیبت ہے۔ ایک زبردست مذہب جو دو ہزار سال سے کروڑہا آدمیوں کی قسمت کا فیصلہ کرتا رہا ہے اور جس کی حکومت دنیا کے اتنے بڑے حصہ پر پھیلی ہوئی ہے اب چند انسانوں کے سامنے عاجزی سے جھک کر یہ التجا کر رہا ہے کہ مجھ پر ایسا حربہ نہ چلاؤ جو میری زندگی کا خاتمہ کر دے۔ ایک مذہب ایسا طاقتور اور غالب رہ چکا ہے آخرکار مجبور ہو گیا ہے کہ ایک نہایت حقیرانہ صورت

۱؎ آکسفورڈ میں کتب مقدسہ کے ترجمہ کا پروفیسر
۲؎ لیڈن میں تاریخ مذہب اور فلسفہ مذہب کا پروفیسر
۳؎ گوٹنگن میں شامی زبانیں یعنی عرب عبرانی سریانی وغیرہ کی زبان دانی کا پروفیسر
۴؎ نیویارک میں شامی زبانوں اور شامی علم ادب کا پروفیسر
۵؎ زیورچ میں تفسیر بائبل کا پروفیسر
۶؎ برلن میں پروفیسر
۷؎ سٹراسبرگ میں شامی زبانوں کا پروفیسر

اختیار کرے اگرچہ چانسلران اسکی حالت پر رحم بھی کریں تو بھی قبر مسیح کی دریافت سے اسے وہ صدمہ پہونچا ہے کہ دوبارہ یہ اپنا سر نہیں اُٹھا سکے گا اگرچہ عیسائیت کی حالت موجودہ حالات کے ماتحت نہایت ہی افسوسناک ہے مگر یہ ضروری تھا کہ جھوٹ اور سچ کی پرکھ کے لیے یہ واقعات ظہور میں آتے۔ اور عیسائیت کو یہ مصیبت کا دن دیکھنا پڑتا آسمانی مذہب پر جب مشکلات آتے ہیں تو اسکی نظر بھی آسمان کی طرف ہی ہوتی ہے تا کہ اسے اوپر سے تائید ربانی پہنچے لیکن ہر ایک زمینی سلسلہ کو زمینی اسباب کی طرف جھکنا پڑتا ہے۔ عیسائی مذہب کو اسلام سے زیادہ مشکلات درپیش نہیں ہیں لیکن اسلام کو آسمان سے مدد دی گئی اور اسکی مشکلات کے وقت میں آسمان سے ایک انسان بھیجا گیا اور آسمانی پانی سے اسے دوبارہ زندگی بخشی گئی ہے اور عیسائی مذہب کو زمینی انسانوں کے دروازوں پر التجا کرنے کی ضرورت درپیش آئی جب عیسائیت کے معجزات پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ صرف قصے کہانیاں ہیں تو اسے عاجز ہو کر ساکت ہونا پڑتا ہے اور کسی طرح اس الزام سے اپنی بریت ثابت کرنے کے وہ قابل نہیں ہوتا اگرچہ انجیلوں میں یہ وعدہ بھی دیا گیا تھا کہ مسیح کے پیرو مسیح کی طرح معجزات دکھائیں گے۔ لیکن جو مذہب زندہ اور طاقتور خدا کی طرف سے ہے یعنی مذہب اسلام وہ خدا کے فضل سے آج بھی خدا کی طرف سے ہونے کے ہر ایک آسمانی نشان دکھا سکتا ہے جو اس سے تیرہ سو سال پہلے دکھاتا تھا۔ جو اصول اُنیس سو سال تک عیسائی مذہب میں مسلم رہے ہیں وہ آج جھوٹے اور غلط ثابت ہونے پر اسے یونیورسٹیوں کے چانسلروں کے پاس اپیل پیش کرنی پڑی لیکن بمقابل اسلام کو دیکھیں کہ جب لوگوں نے اس کے پاک اصول پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو خدا تعالے نے اپنے رسول کو جو مسیح موعود ہے بھیجا تا آسمانی نشانوں کے ساتھ وہ پاکیزگی کو دلوں میں قائم کرے اور اسلام کی سچائی کو روشن کر کے دکھلا دے کیا یہ ایک زندہ مذہب اور مردہ مذہب جھوٹے اور سچے اصول کے درمیان صاف امتیاز نہیں؟

اگر مذہب ایک آسمانی چیز ہے اور زمین سے نہیں نکلا تو پھر اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ جب اسپر کوئی سخت حملہ ہو یا وہ سخت مشکلات میں گھر جاوے تو آسمانی نشانوں کے ساتھ اسی طرح پر اس کے اصول دوبارہ مضبوط کیے جاویں جیسا کہ اس کی پیدائش کے وقت آسمانی نشانوں سے اس کی تائید ہوئی تھی۔ اور یہ ایسے انسانوں کی رائے کا محتاج نہ ہو جو آسمان سے الہام نہیں پاتے۔ لیکن کیا عیسائی مذہب آج ایسے نشانات کے دکھلانے کا دعوی کر سکتا ہے۔ کیا عیسائیت کے حلقہ میں ایک آدمی بھی ایسا ہے جو یہ کہہ سکتا ہو کہ روح القدس سے مدد پا کر میں اسی طرح آسمانی نشانات دکھا سکتا ہوں جسطرح مسیح اور اس کے شاگردوں نے دکھلائے اگر ایسا کوئی انسان عیسائی مذہب میں پایا جاتا تو اس کا خدا کی طرف سے ہونے کا دعوی قابل شنوائی ہوتا مگر نہیں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسے یہ پاک امتیاز حاصل ہے اور جس میں وہ سچا معیار پایا جاتا ہے جو سچے اور جھوٹے کے درمیان امتیاز کر سکتا ہے۔

عیسائیت کی افسوسناک حالت اور ہماری اس حملہ کی سچائی اور طاقت کو جو کیمبرج کرانیکل کی اس اپیل کا محرک ہوا ہے (دیکھو ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۰۳ء بعنوان اعلی طبقہ کے عیسائی محققین اور پادری) پادری ہیوٹ صاحب پرنسپل سی ایم ایس ہائی سکول کرشنا گڑھ ضلع بنگال نے بہت صفائی کے ساتھ تسلیم کیا ہے اور اس مضمون کی چٹھی ولایت کے اخبار ریکارڈ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۰۳ء میں چھپوائی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔ یہ پادریوں کی شقفہ کانفرنس ہے جس کا اجلاس ماہوار کلکتہ میں ہوتا ہے تھوڑا عرصہ ہوا اعلی تنقید کے مضمون پر بحث کی تھی۔ کارروائی اجلاس کی رو سے اد ایک دانا مسلمان مباحث یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بڑے غور سے پڑھی ہے میں ایک آرٹیکل اس مضمون کے ساتھ چھاپنے کے لیے بھیجتا ہوں جو مرزا صاحب کے میگزین ریویو آف ریلیجنز کی گذشتہ اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسقدر غور کے ساتھ یہ اور اسی قسم کے دوسرے مضامین اسوقت ہندوستان میں غیر عیسائیوں کی توجہ کھینچ رہے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو دنیا میں مسیح کی سلطنت کے پھیلانے میں مشغول ہیں۔ اور اس میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس میں ایک سبق ہے۔ مرزا صاحب سب سے نئی اور اعلی درجہ کی تنقید بائبل کو لیکر یہ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ وہی تعلیم دیتا ہے جو قرآن شریف ہمیشہ سے دیتا چلا آیا ہے اور وہ پادریوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ ایک ایسی بائبل سے تعلیم دینا چھوڑ دیں جو جھوٹی ثابت ہو چکی ہے اور اس امر کو مان لیں کہ مسیح کی فرضی الوہیت اس سے زیادہ نہیں جیسی دوسرے انسانوں میں پائی جاتی ہے نو محققین کی یہ عجیب حالت ہے جو انھوں نے اختیار کی ہے۔ ایک مسلمان مصلح جو عیسائیت کی تردید میں مصروف ہے اور اس کا دشمن ہے ان محققین کے خیالات کو اپنی تائید میں لیتا ہے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ ہمارے گرجا کے پادریوں نے جو اعلی تنقید کے معاملہ میں کسی بڑے نام کی سند پر اعتبار کر لیتے ہیں۔ اس تعلیم کے لازمی نتیجہ کو اپنے محسوس کیا ہے یا نہیں اس کا ضروری نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کے درمیان عیسائی مذہب کے پھیلانے میں نئی اور سخت مشکلات درپیش آئیں گی۔ دلائل کے رو سے مرزا صاحب حق پر ہیں اور ہمارا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ یہ تعلیم ابھی تک محض ایک خیالی مسئلہ ہے لیکن در اصل ایسا جواب دینا صرف یہ کہنا ہے کہ مرزا صاحب انتظار کریں جبتک کہ عیسائی آپس میں لڑ جھگڑ کر بائبل کی صداقت کا فیصلہ کریں یقیناً ایسی حالت تک پہونچ جانا ایک قابل افسوس حالت ہے۔ ہمارے محققین دیکھیں اس کا کیا جواب دیتے ہیں!!

پادری ہیوٹ صاحب کی اس چٹھی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اعلی تنقید کے اصول کو گرجا کے پادریوں اور مشنریوں نے بھی مان لیا ہے، ہارورسٹ فیلڈ جو ایک مشنری میگزین ہے اس امر پر بہت زور دیتا ہے وہ کہتا ہے ہم اس قسم یقین رکھتے ہیں کہ سچائی کی خاطر اور ہندوستان میں کلیسیا کی بہبودی کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ بائبل کے کلام الہی ہونے کے متعلق جسطرح کا اعتقاد کلیسیا کے عالم فاضل اور اس کے پیشوا رکھتے ہیں اسپر زیادہ توجہ کی جاوے" اسطرح پر اخبار مذکور اپنی رائے کا صاف اظہار کرتا ہے کہ مسئلہ مذکور یعنی بائبل کی صداقت کا مسئلہ جسطرح اب پیش کیا جاتا ہے یا جسطرح اب آیندہ عیسائیوں کو تسلیم کرنا چاہیے وہ اس سے مختلف ہے جسطرح وہ پہلے مانا جاتا تھا اور اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ آگے چلکر اخبار "انڈین وٹنس کے دانشمندانہ الفاظ" نقل کرتا ہوا میگزین مذکور یوں کہتا ہے۔ "وہ کلیسیا کے ہندوستانی عہدہ داروں کا بڑا حصہ بائبل کے متعلق ان نئے اعتقادات سے بالکل بے خبر ہے جو یورپ اور امریکہ کے پادریوں کے بہت بڑے حصہ نے مانے ہوئے ہیں

صداقت کے برخلاف یہ ایک بڑی بغاوت ہے کہ بائبل کو غلطیوں سے پاک اور اس کے الفاظ کو خدا کا کلام کہا جائے"۔ یہ اخبار کیمبرج کرانیکل سچائی کو عمداً چھپانے کا ملزم نہیں جب وہ یہ کہتا ہے کہ اعلی تنقید کے اصولوں کی ترویج ہو چکی ہے حالانکہ کلیسیا کے بڑے بڑے عہدہ دار اور پادری صاحبان کھلے طور پر انکو قبول کر رہے ہیں تھوڑا ہی عرصہ گذرتا ہے کہ یارک کے بشپ نے پر زور الفاظ میں یہ لیکچر دیا تھا کہ بائبل کو ہرگز غلطیوں سے پاک نہیں کہا جاسکتا۔ خود ایسے گرجے موجود ہیں جا ہو انکو آزاد گرجے کہلو مگر پھر بھی وہ عیسائی گرجے ہی ہیں جو کھلے طور پر یہ تعلیم دیتے ہیں کہ وہ بائبل خدا کا کلام نہیں بلکہ واقعات۔ توہمات اور جھوٹے قصے کہانیوں سے ایک ملی جلی چیز ہے یعنی سچائیوں غلطیوں اور بیہودگیوں کا ایک مرکب ہے"۔ اور اس سے ہمیں معقول باتیں پسند کرکے باقی کو رد کیا ڈالنا چاہیے بلکہ اس سے بھی بڑھکر خود منصب عیسائی ممبروں سے اب یہ وعظ کیا جاتا ہے کہ بائبل خدا کا کلام نہیں ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ انقلاب عظیم جو مغرب میں بائبل کے عقیدہ کے متعلق واقع ہوا ہے کلیسیا یا مشنری ہرگز اسکو برا نہیں مانتے برعکس اسکے یہ بائبل کے لفظ بلفظ الہامی کلام ہونے اور غلطیوں سے پاک ہونے کا عقیدہ ہے جسکو ہر ایک سمجھدار آدمی اب رد کر رہا ہے اور چاہیے بھی ایسا ہی تھا۔ مسٹر ہیوٹ صاحب کے یہ الفاظ کہ یہ عقیدہ ابھی تک ایک ذہنی مسئلہ ہے صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ سارے محققین اور کلیسیا کے بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار اور مشنری اب اس عقیدہ پر اتفاق رکھتے ہیں کہ بائبل غلطیوں سے پاک نہیں ہے۔ جاہل عوام اب تک پرانے عقیدہ پر جمے ہوئے ہونگے لیکن انکی رائے کو ایسے معاملہ میں بمقابلہ تمام فاضلان اور دانشمندان اور عہدہ داران کے کوئی وقعت نہیں دی جا سکتی۔

یہاں ہم ناظرین کو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ بفرض محال اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ دونوں فریق یعنی بائبل کی صحت کے مؤید اور اسکی غلطیوں کے قائل ابھی تک جھگڑ رہے ہیں کہ ان میں حق پر کون ہے اور ہمکو اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک کہ ان فریقوں کا باہمی تصفیہ ہو جائے یا اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ کیمبرج کرانیکل کے ماتحت میں واقعی اعلی تنقید کی غلطی تردید آگئی ہے تو کیا پھر ہر ایک غور کرنے والی طبیعت پر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ کیوں بائبل خود اس امر پر خاموش ہے۔ مختلف نسخوں اور ترجموں کے سوال کو بالفعل نظر انداز کرکے جو بائبل کے کلام الہی ہونے کے دعوے کو صاف جواب دے رہے ہیں یہ خیال کیسا لغو ہے کہ کسی کتاب کے خدا کی طرف سے ہونے کے دعوے کا فیصلہ کثرت رائے سے کیا جاوے۔ کیا ایسی کتاب خدا کی طرف سے ہو سکتی ہے جسکی صداقت کا فیصلہ چند آدمیوں کی رائے پر ہوتا ہے۔ ایسی کتاب کسطرح کسی ادب کے قابل ہو سکتی ہے جسکے پیرو اسکی سچائی پر جھگڑ رہے ہوں اور کثرت رائے سے سوال کے فیصلہ کے لیے تیار ہوں۔ اگر بیسویں صدی کے مہذب عیسائیوں کا یہ حال ہے کہ اپنے مذہب کی مقدس کتاب کی اصلیت کا فیصلہ کثرت رائے سے کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان آئیس لینڈ والوں پر کیوں ہنسا جاتا ہے جنھوں نے عیسائی مذہب کے اختیار کرنے یا اسکو رد کرنے کا سوال قومی پارلیمنٹ میں پیش کرکے آخر کثرت رائے سے یہ فیصلہ کیا تھا کہ سب لوگ عیسائی مذہب کو اختیار کرلیں۔ ہمیں صلاح رائے دینے کی اجازت ملنی چاہیے کہ اس سوال کے جلدی فیصلہ کرنے کے لیے اور پبلک کو بہت مدت تک انتظار میں نہ رکھنے کے لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کے کلام الہی اور غلطیوں سے پاک ہونے کے سوال کو بجائے اسطرح مباحثہ کرنے کے پارلیمنٹ میں پیش کر دینا چاہیے تاکہ جلدی بحث ہو کر اس کا فیصلہ ہو جائے اور عیسائیت کے دشمنوں اور دوستوں کو پتہ لگ جائے کہ اصل عقیدہ عیسائی مذہب کا انگریزی کلیسیا میں کیا ہے۔ یہ بے قسمت اس کتاب کی جسکو دو ہزار سال تک بے سوچے سمجھے کلام الہی اور غلطیوں سے پاک مانا گیا ہے اس کے پیروؤں کو یہ کبھی نہیں سوجھا کہ ایک ایسی کتاب کو کلام الہی اور غلطیوں سے پاک ماننا جو خود بالکل خاموش ہو ایسا دعوی اسکے لیے کرنا ہے جسکی وہ مستحق نہیں اور جسکی غلطی کا افشا دیر یا زود ضرور ہو جائے گا۔ محض حماقت ہے کہ ایک ایسی کتاب کو کلام الہی سمجھ لیا جاوے جو نہ دعوی کرتی ہے اور نہ ہی دلیل دیتی ہے۔ دنیا میں صرف ایک ہی ایسی کتاب ہے یعنی قرآن شریف جس نے نہ صرف خدا کی طرف سے ہونے اور غلطیوں سے پاک ہونے کا دعوی کیا ہے بلکہ یقینی اور قطعی دلائل بھی ساتھ ہی اسکے ثبوت میں پیش کیے ہیں۔ بار بار اس نے یہ دعوی کیا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے جو خدا نے نازل کیا ہے اور یہ کہ وہ خالص حق اور حکمت ہے اور باطل اسکے پاس نہیں آسکتا اور یہ کہ اس کا ہر ایک لفظ غلطی سے پاک ہے اس دعوے پر اس نے کثرت سے دلائل بھی دیے ہیں جنمیں سے اختصار کی خاطر ہم صرف ایک دلیل کیطرف توجہ دلاتے ہیں۔ قرآن شریف کی پہلی ہی سورت میں اللہ تعالے فرماتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صدقین۔ اور اگر تمکو شک ہے اس چیز میں جو ہمنے اپنے بندہ پر اتاری ہے تو ایک سورۃ اس جیسی بنا لاؤ اور اللہ تعالے کے سوائے اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اسکے بعد فرماتا ہے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا اور اگر تم اسکی مثل نہ بنا سکو اور ہرگز نہ بنا سکوگے یہاں اس کتاب مقدس کے خدا کی طرف سے ہونے کا صاف دعوی اور دلیل موجود ہے اور تیرہ سو سال سے اس دلیل کا کسی نے جواب نہیں دیا۔ عیسائی یا کوئی اور قرآن شریف کو قبول نہ کریں لیکن کوئی سمجھدار آدمی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ جب تک وہ قرآن کریم کی مثل بنا کر پیش نہ کریں ان کا عدم قبول ایک مردود شے ہے۔ تمام دنیا بھی اکٹھی ہو کر قرآن شریف کا مثل نہیں بنا سکتی۔ نہ صرف عربوں نے ہی مثل بنانے سے عاجزی کا اظہار کرکے قرآن کریم کے کلام الہی ہونے کا ثبوت قطعی دیدیا ہے بلکہ کروڑہا انسان جن کے سامنے قرآن شریف پیش کیا گیا ہے ان سب نے اپنی خاموشی سے اس کی سچائی پر مہر لگا دی ہے اور اسکو انسانی طاقت سے بالاتر ثابت کر دیا ہے۔ کیا بائبل بھی کوئی ایسا دعوی کرتی ہے یا ایسا ثبوت پیش کرتی ہے اگر یہ اپنے اندر کوئی ایسا ثبوت رکھتی تو کیوں اسکے پیرو اسکی سچائی پر جھگڑتے اور لڑتے۔ یہاں ہم نے صرف ایک دلیل قرآن کریم کی صداقت کی پیش کی ہے تا یہ معلوم ہو کہ بالفرض اگر کثرت رائے سے بائبل کے حق میں بھی فیصلہ ہو تو بھی کوئی سمجھدار آدمی نجات کے لیے

ایک ایسی کتاب پر بھروسہ نہیں کر سکتا جو چند آدمیوں کے وہم پر قبول کی جا سکتی ہے یا رد کی جا سکتی ہے۔

کیمبرج کے ہیکلا کی تحریر کے متعلق صرف ایک اور بات کہنی ضروری ہے۔ اسلام کے متعلق اس نے یہ سخت غلط بیانی کی ہے کہ دانا مسلمان اب بائبل کو اس حیثیت میں پیش کرتے ہیں کہ وہ قرآن شریف سے بڑھ کر کچھ نہیں سکھاتی۔ مسلمان ہمیشہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بائبل کی تعلیم قرآن شریف کی تعلیم سے نہایت کمتر درجہ پر ہے ہاں عیسائیوں کو اب یہ بات کا اب یقین آنے لگا ہے جو مسلمان ہمیشہ سے کہتے رہے ہیں کہ بائبل غلطیوں سے خالی نہیں ہے۔

عیسائیوں نے بڑی مدت کے ساتھ اسلام کی تعلیم کا مقابلہ کیا یہانتک کہ اب خود زمانے نے انکو اپنی غلطی پر مطلع کر دیا۔ ہاں کچھ عرصہ تک اور وہ ایک جھوٹی تسلی اپنے آپ کو دے سکتے ہیں کہ یہ تعلیم ابھی تک محض ایک ذہنی مسئلہ ہے یا ان کے ہاتھ کوئی فرضی دو علمی تردید بنا آتی ہے لیکن انکی غلطی بھی انھیں جلدی معلوم ہو جاوے گی تب انکو پتہ لگیگا کہ بائبل ایسا گر گئی ہے کہ اسکا پھر اٹھنا ناممکن ہے جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی بھی کی تھی۔ مسیح موعود آگیا ہے اور اس کے آنے کے ساتھ ہر ایک جھوٹا مذہب دب جاویگا اور حق غالب آئیگا یہی پہلے سے بتایا گیا تھا اور اسی طرح ہو کر رہے گا۔

رپورٹ انجمن احمدیہ مونگیر بابت ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۰۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم۔

بعالی خدمت حضرت امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ حضور کی برکت اور فیض سے خدا کے اس دین کے سلطان جو اسلام ہے اور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول کے لیے آپ سے کیا ہے کہ یہ جماعت کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرماویگا اور تیرے ذکر خیر کو دور دور تک پھیلاویگا اس شہر مونگیر میں بھی حضور کے پاک سلسلہ کی ترقی ہونی شروع ہوئی اور بہت جلد باوجود شدید مخالفت اور سخت سے سخت روکوں کے بھی یہ انجمن احمدیہ قائم ہوگئی حالانکہ اسکے ممبروں پر بڑے بڑے زلزلے آئے اور انکو بہت بہت دھمکیاں دی گئیں عجیب عجیب طرح سے انھیں پریشان کیا گیا غرض کوئی دقیقہ انکے بہکانے میں باقی نہ رکھا گیا۔

اس انجمن کے قائم ہونیکی وجہ یہ ہوئی کہ ہر ایک شخص جو اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہوتا تھا داخل ہوتے ہی ہر ایک عالم۔ جاہل۔ نیک بخت۔ بدبخت۔ شریر۔ بدمعاش۔ عیسائی۔ آریہ۔ مسلمان سب کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا اور پھر تبلیغ بھی انکی ذاتی کوششوں تک محدود رہتی تھی۔ اسلیے حسب مشورہ کل احباب ایک انجمن قائم کرنیکی رائے قرار پائی تاکہ متفقہ قوت سے ہر ایک مخالف کا مقابلہ کیا جائے اور ہر ایک باطل کا ابطال کیا جائے۔ اور اس انجمن کے وسیلہ سے احمدی سلسلہ میں ہو کر اسلام کی تبلیغ بھی ہوتی رہے۔ اور ایک وجہ اس انجمن کے قائم کرنیکی یہ بھی ہوئی کہ بہت سے احمدی بھائی ایک دوسرے بھائیوں کو نہیں جانتے تھے اور یہ بات انجمن کے قائم ہونیکے بعد نہیں رہی۔ الغرض انھیں وجوہوں سے اشد ضرورۃ انجمن قائم کرنیکی سمجھی گئی۔

چنانچہ خدا کے بھروسہ پر اس انجمن کا پہلا اجلاس ۳۰ ستمبر ۱۹۰۳ء کو مکان منشی محبوب علی صاحب منعقد کیا گیا۔ اور حسب اتفاق کل ممبروں کے منشی امانت علی صاحب پریزیڈنٹ جلسہ مقرر کیے گئے اور اس انجمن کا نام انجمن احمدیہ مونگیر رکھا گیا پریزیڈنٹ صاحب نے اغراض انجمن کو مختصر بیان کیا۔ اسکے بعد منشی وزارت حسین صاحب احمدی نے سورہ مومنون کی چند آیتیں تلاوت کیں اور ان سے مامورین اللہ کی بعثت کی غرض اور انکی تعلیم اور اسوقت زمانہ کو انکی ضرورت اور مخالفوں کا انکار اور ان کے اعتراضات اور انکی سخت سے سخت مخالفتیں پھر خدا کیطرف سے ان کی کامیابی۔ انکی صداقت پر مہر۔ غرض حضرت نوح علیہ السلام کے نقشہ کے رنگ میں ان کل باتوں کا بیان بڑی وضاحت سے کیا۔ بعدہ سراج پر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود و مہدی معہود کی صداقت شرح و بسط کے ساتھ بیان کی۔ ان کے بعد منشی محمد سعید الحسن صاحب مختار نے مسیح ناصری علیہ السلام کی موت پر اور اسبات پر تقریر کی کہ مسیح موعود علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں جو حدیثیں ہیں وہ قابل تاویل ہیں۔ پھر منشی ارادت حسین صاحب احمدی نے تقریر کی کہ مامورین اللہ کا ایک بہت بڑا نشان یہ ہے کہ جب اسکے ایسے مادی اسباب نہ ہوں اسوقت اپنی کامیابی کی پیشگوئی کرے اور اسکو تحدی کے ساتھ اپنی صداقت کا نشان ٹھیرائے اور باوجود سخت سے سخت مخالفت کے کامیاب ہو جائے اور پھر جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کی قرآنی پیشگوئیاں اور مادی اسباب مانع ہوتے ہوئے بھی آپ کے عجیب معجزانہ طور سے کامیاب اور بامراد ہونے کو بڑی عمدگی کے ساتھ بیان کیا اور ٹھیک اپنے آقا کے قدم بقدم انکے مسیح موعود کے براہین کی پیشگوئیاں پورا باوجود انتہا درجہ کی مخالفت اور روکوں کے ہر ایک رنگ میں کامیابی کو ایک بہت بڑا نشان ثابت کیا۔ اسکے بعد جلسہ ختم ہوا۔

پھر کیا تھا سارے شہر میں ہلچل پڑ گئی۔ مخالفوں نے مخالفت کے لیے کمر کس لیں اور جس کسی سے جو بنا۔ کیا۔ پنجاب اور ہندوستان کے مخالف مولویوں کیطرف انکا ہاتھ لپکا اور دشنام گالیوں اور افتراؤں کے بھرے ہوئے اشتہارات اور رسالے انکے پاس آئے۔ منجملہ ان کے اخبار وفا دار دہلی "فتح" کے بہت سے افترا تھے جسکی وجہ سے مخالفوں میں بڑی شورش ہوئی اور انجمن نے بھی ضروری سمجھا کہ آیندہ ماہ کے جلسہ میں ان کا جواب دیا جائے۔ ۲۰ اکتوبر کو منشی سعید الحسن صاحب مختار نے دسہرے کے میلہ میں انجمن کیطرف سے مسیح کی موت پر تقریر کی اور یہ ثابت کیا کہ مسیح کی صلیب پر واقع نہیں ہوئی بلکہ بہت عرصہ کے بعد کشمیر میں مدفون ہوے۔ اور اسی روز پادری ادم مسیح کو جو شملہ سے بہا گلپور مشن کیطرف سے اس میلہ کے موقع پر بلایا گیا تھا حسب منظوری اس کے شرائط باحثہ دربارہ مسیح صلیب پر نہیں مرا کے بھیجا گیا۔ لیکن اس نے نامنظور کیا۔

پھر دوسرا اجلاس اس انجمن کا ۲۵ اکتوبر کو ہوا جسمیں حسب اتفاق کل ممبران منشی حاتم علی صاحب کو پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ ہمیشہ کے لیے مقرر کیا گیا۔ اور اغراض و قواعد انجمن قلمبند کیے گئے اور ایک ماہواری جلسہ ہونیکی تجویز ہوئی۔ اور انجمن کے متعلق ایک کتب خانہ کھولا گیا جس میں اکثر احبابوں نے کتابیں بھی دیں اور یہ بھی قرار پایا کہ ایک اشتہار شائع کیا جاسکے جسمیں انجمن کیطرف سے مسلمانان مونگیر کو دعوت ہو۔ اسکے بعد اخبار وفادار کے افتراؤں کا جو اسنے بیچارگی سے کیے تھے جواب دیا گیا ہر ایک کتاب کو جنکا اسنے حوالہ دیا تھا کھولکر لوگوں کو دکھلایا گیا جنکو اس سلسلہ سے کوئی سروکار نہیں تھا انہوں نے کہا کہ بیشک یہ شخص کاذب ہے اور مرزا صاحب ان افتراؤں سے پاک ہیں۔ اسکو جلسہ برخاست کیا گیا۔

یہ کل حالتیں انجمن ہذا کی عرض کی گئیں اور انجمن

نسبت تو مخبر صادق نے بطور پیشین گوئی کے
خبر ہی فرما دیا ہے کما سیاتی پھر کیا وجہ ہے
کہ مخبر صادق نے اُسکو ناجی قرار دیا اور من
شذ شذ فی النار کا مصداق نہ فرمایا۔
ایضاً فرمایا مخبر صادق نے وانہ سیخرج
فی امتی اقوام تتجاری بہم تلک الاھواء
کما یتجاری الکلب بصاحبہ لا یبقی
منہ عرق ولا مفصل الا دخلہ رواہ
احمد وابوداؤد وکذا فی المشکوۃ۔ اب
فرمائیے کہ ان اقوام کثیرہ کے مقابلہ میں جنکو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوانہ کتے کے کاٹے ہوئے
سے تشبیہ دی ہے وہ جو تہتر میں سے ایک فرقہ ہے
کیا آپ کے نزدیک وہی من شذ شذ فی
النار کا مصداق ہے نعوذ باللہ من
ھذا الزعم الفاسد۔ اور پھر آپ کیا کہیں
گے ان حدیثوں میں جو دجال کے بارہ میں آئی
ہیں عن ابی سعید الخدری قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یتبع الدجال من امتی سبعون الفا
علیہم السیجان رواہ فی شرح السنۃ
یعنی روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ پیروی
کرینگے دجال کی میری اُمت میں سے ستر ہزار ایسے
بڑے آدمی کہ اُنپر ہونگی سیجان ف سیجان
جمع ساج کی ہے جو معنے طیلسان کے ہے جو اوڑھنا
بڑے بڑے علما کا ہوتا ہے۔ اور دوسری
حدیثوں مسلم سے بھی لشکر دجال کی بڑی کثرۃ
پائی جاتی ہے ایدھر دجال کے لشکر کی تو یہ کثرۃ
اودھر مومنین کی اسقدر قلت کہ صرف ایک
مومن اُسکے مقابلہ میں آویگا جسکی نسبت
فرمایا گیا ہے کہ فیقتلہ ثم یحییہ اور دوسری
حدیث مسلم میں آیا ہے اصل حدیث تو دیکھو
مشکوۃ میں اور اُسکا ترجمہ یہ ہے کہ دجال بعد
طرح طرح کی تکلیف دینے کے اُس مومن کو حکم
کرے گا اُسکے دو ٹکڑے کرنے کا پس چیرا جاویگا
ارہ سے سر کیطرف سے یہانتک کہ دو ٹکڑے
کیا جاوے گا درمیان دونوں پاؤں اُسکے
تک انتہی موضع الحاجۃ اب فرمائیے
کہ آپکے معنی مزعوم سے لازم آتا ہے کہ یہ
ایک مومن جو دجال اور تمام اُسکے لشکر کا مقابل
ہوگا آپکے معنی مزعوم کے مطابق وہ بھی
من شذ شذ فی النار کا مصداق ہوا۔
واللازم باطل فالملزوم مثلہ۔

سوال

پھر جماعت احمدیہ کے نزدیک اس حدیث مذکور
کے کیا معنے ہونگے ابھی تک تو اُن کے دجال مزعوم
نے جو پادری وغیرہ ہیں کسی مومن کے آرہ کی
دو ٹکڑے نہیں کیے پھر وہ دجال کیونکر ہو گئی

الجواب

اول تو ہم نے یہ حدیث الزاماً پیش کی تھی بغرض
اسکات کے لیے۔ ثانیاً اگر یہ حدیث اپنے
ظاہر پر محمول ہو تو کلام متکلم میں داخل ہے
کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ احیا و اماتت
حقیقی اللہ تعالے کی صفات مختصہ میں سے
ہے ان صفات میں کوئی مخلوق شریک نہیں
ہو سکتی نہ انبیاء نہ اولیا اور دجال کی حقیقت
ہی کیا ہے جو اُس سے صفات خدائی ظاہر
ہوسکیں کیونکہ وہ تو بموجب حدیث متفق
علیہ کے ایسا خوار و ذلیل اور اہون ہے
کہ ہمیں تو صفات عمدہ انسانیہ میں سے
بھی اکثر صفات مفقود ہیں کیونکہ اعور
بھی ہے اور اُسکے حق میں فرمایا گیا ہے ھو
اھون علی اللہ من ذلک متفق علیہ
اور یہ صفات احیا و اماتت تو خاصہ الوہیت
ہیں کما قال اللہ تعالے اللہ الذی
خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم
ثم یحییکم ھل من شرکائکم من
یفعل من ذلکم من شیء سبحانہ وتعالے
عما یشرکون۔ ثالثاً ہم تحفۃ المومنین وغیرہ
میں احادیث صحاح سے ثابت کر چکے ہیں
کہ احادیث دجال اور مسیح موعود کی رویا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں جنکا اکثر
حصہ واجب التعبیر ہے اور کتب تعبیر میں
لکھا ہوا ہے کہ آرہ سے دو ٹکڑے کر کے چیرے
جانے کی تعبیر یہ ہے کہ ایک دوسرا شخص بیٹے
میں پیدا ہوگا چنانچہ کامل التعبیر میں لکھا ہے

اگر بیند کہ فرزند یا برادر یا خواہر خویش را
پارہ پارہ ببرید دلیل کہ ماننداں دیگرا
فرزندے دیگر بیابد یا برادر یا خواہر۔

پس تعبیر اس حدیث کی پوری پوری واقع
ہو گئی کیونکہ اسی حدیث میں فرمایا گیا ہے
جس کا ترجمہ یہ ہے کہ پھر کہے گا وہ مومن اے
لوگو یہ دجال نہیں کر سکے گا بعد میرے کسیکے
ساتھ لوگوں میں سے جو کچھ کہ کیا ساتھ میرے
ہلاک وغیرہ سے اب دیکھو کہ جبکہ اس دجال
نے مومنوں کو ایسا ایذا کرنا شروع کیا کہ
بعضوں کو اُنکے ارتداد سے ہلاک اور قتل کر دیا
تب اللہ تعالی نے اُنکے عوض میں ایک ایسا
مومن کامل جو انا اول المؤمنین
کا مصداق ہے پیدا کیا جس کا کام یکسر
الصلیب ہے اور اب دجال کی تمام
طاقت اور نخوت جو مسلمانوں کے ارتداد
کرنے میں تھی باقی نہیں رہی ہے اور اب تمام
وہ وجود دجالی مثل بیت العنکبوت کے تھا
وہ توڑا گیا اور اُدھیڑا گیا اور پیشین گوئی
مخبر صادق کی باکمل ترین وجہ پوری ہو گئی
وللہ الحمد۔ اب ہم پھر اصل کلام کیطرف
رجوع کرتے ہیں کہ جبکہ یہ معنی مزعوم مخالفین
کے باطل ہوئے تو اب ہم وہ معنی صحیح تحریر
کرتے ہیں جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس حدیث کے بیان فرمائے ہیں اور وہ
یہ ہیں کہ اُمت اور جماعت اور نیز سواد اعظم
سے مراد آنحضرت صلعم کی وہ جماعت ہے جو
متبع کتاب و سنت کے ہو چنانچہ اُس حدیث
یعنی تہتر فرقوں کی حدیث میں جبکہ آنحضرت
صلعم نے ایک فرقہ کو ناجی فرمایا تب صحابہ نے
استفسار کیا ومن ھی یا رسول اللہ
تب آپ نے جواب دیا قال ما انا علیہ
واصحابی اور لطف اسپر یہ ہے کہ بروایت
احمد اور ابو داؤد کے اسی فرقہ کی نسبت فرمایا
گیا ہے کہ وھی الجماعۃ یعنی جماعت صرف
اسی طائفہ کا نام ہے وبس اور اُمت کی نسبت
فرمایا گیا کہ اُمتی من استن بسنتی
اب جبکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
تفسیر سے ثابت ہوا کہ اُمت اور جماعت
وہی ہے جو متبع کتاب و سنت کی ہو تو حسب
مثل مشہور تصنیف را مصنف نیکو کند
بیاں کسی دوسرے شخص کے معنے جو خود حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے مخالف ہوں
معنی جماعت یا اُمت کے کیونکر مسلم ہو سکتے
ہیں کہ اذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل
اور ترمذی میں بھی اُنکی تفسیر یوں موجود
ہے وھم الذین یصلحون ما افسد
الناس من بعدی من سنتی اور ہم
کہتے ہیں کہ سواد اعظم سے بھی مراد یہی جماعت
متبع کتاب و سنت کی ہے کیونکہ خود لفظ اعظم
کا جو اتبعوا السواد الاعظم میں موجود
ہے صریح دلالت کرتا ہے کہ جو سواد عند اللہ
وعند الرسول بڑی عظمت والا ہو وہی
سواد اعظم ہے لا غیر اور ہمیں متبعین
کتاب و سنت کو اللہ تعالے نے اپنے پاک کلام
میں اعظم درجۃ عند اللہ فرمایا ہے
پس وہی جماعت متبع کتاب و سنت کی سواد
اعظم ٹھہری لا غیر۔ اب تلاش کرو تمام دنیا
میں کہ متبع کتاب و سنت صحیحہ کی کونسی جماعت
ہے آیا جماعت احمدیہ یا اُن کے مخالفین
یہاں پر ہم صرف ایک مسئلہ حیات و وفات
عیسے بن مریم کا ذکر کرتے ہیں کہ اس مسئلہ میں

متبع کتاب و سنت کی کونسی جماعت ہے دیکھو قرآن
مجید کی نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ اسی جماعت
کیطرف ہیں کما ثبت فی محلہ وہ اجماع کہ سب
اجماعوں سے اول بعد وفات آنحضرت صلعم کے منعقد
ہوا وہ اسی جماعت کیطرف ہے معہذا دربارہ
توفی عیسے بن مریم تمام محاورات لغت عرب
اسی جماعت کیطرف ہیں احادیث صحیحہ صریحہ بھی اسی
جماعت کیطرف ہیں دیکھو مسک العارف
صفحہ ۵۱ نشانات الٰہی جو اس دعویٰ پر واقع ہوئے
ہیں وہ اسی جماعت کیطرف ہیں دلائل عقلیہ
بھی اسی جماعت کی طرف ہیں وغیرہ وغیرہ مخالفین
اندرونی اور بیرونی کو یہ براہین قطعیہ ایسے
طمانچے لگا رہے ہیں کہ بیچارے مخالفین کے
مونہوں میں اب دانت بھی باقی نہیں رہے
پھر اتبعوا السواد الاعظم یعنی اعظم درجہ
عند اللہ یہ جماعت ہوئی یا اس کے مخالفین
بینوا توجروا - باقی دیگر علامات اس جماعت
حقہ کی حقیت کے باعتبار ظاہر کے جو احادیث
صحیحہ میں مذکور ہیں وہ بھی اسی جماعت احمدیہ
میں پائی جاتی ہیں کہ اغیر مخالفین کے
اقرار کے بموجب یہ جماعت اس قرن میں قلیل
الافراد بھی ہے جن کے لیے فرمایا گیا ہے حدیث
صحیح میں عن ابی ھریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بدأ الاسلام
غریبا و سیعود کما بدأ فطوبی
للغرباء رواہ مسلم قال السید قولہ
الغرباء یرید ان الاسلام کما بدأ
فی اول الوھلۃ نھض باقامتہ قلیلون
من اشیاع الرسول صلعم فشردھم
القبائل عن البلاد فاصبحوا غرباء
ثم یعود آخرا الی ما کان علیہ لا یکاد
یوجد من القائمین بہ الا الافراد
نشانات نصرت الٰہیہ بھی اسی جماعت
اور اس کے امام آخر الزمان کے لیے واقع ہو رہے
ہیں اور اس کے مخالفین ہر ایک میدان میں
ناکام اور نامراد ہوتے چلے جاتے ہیں کما قال
لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا
یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم
حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذلک متفق
علیہ ایضاً فرمایا دوسرے پیرایہ میں
لا یزال طائفۃ من امتی منصورین
لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم
الساعۃ رواہ الترمذی کذا فی
المشکوۃ - اب استفسار یہ ہے کہ وہ کونسی
جماعت ہے کہ نشانات سماویہ و ارضیہ سے
مظفر و منصور ہو رہی ہے اور ناکامی اور نامرادی

باوجود کثرت کے کس کے حصہ میں ہے عیسی
بن مریم کے ساتھ ہونا بھی اسی جماعت کے
حصہ میں ہے جس کے لیے بشارت حدیث نسائی
باب غزوۃ الہند میں موجود ہے عصابتان
احرزھما اللہ من النار عصابۃ
تغزو الھند و عصابۃ تکون مع
عیسی بن مریم عیسی بن مریم موعود نازل
اس امام آخر الزمان کا دلائل یقینیہ اور
نشانات سماوی و ارضی سے ثابت ہو چکا
ہے کما ثبت فی محلہ دیکھو تمام رسائل
مصنفہ کو - اور اسی زمانہ کا آخری
ہونا بھی ظاہر ہے اور تمام آثار و علامات
سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہی زمانہ مسیح موعود
کا ہے دیکھو مسک العارف کو بس کیا وجہ
کہ یہ امت مصداق حدیث ذیل کی ہووے
کیف تھلک امۃ انا اولھا والمھدی
وسطھا والمسیح آخرھا ولکن بین
ذلک فیج اعوج لیسوا منی ولا انا
منھم رواہ رزین کذا فی المشکوۃ -
پس بموجب اس حدیث کے یہی جماعت ہلاکت
سے محفوظ رہے گی اور آنحضرت صلعم اسی
جماعت سے راضی ہوں گے اور مخالفین اس
جماعت کے اگرچہ فوج کی فوج ہوں ان کا
گمراہی اور کجی پر ہونا بھی اس حدیث سے
ثابت ہوا اور آنحضرت صلعم کی ان سے
ناراضی بھی واضح ہو گئی مخالفین اسلام کا
مقابلہ خواہ عیسائی ہوں یا آریہ وغیرہ یہی
امام آخر الزمان اور انکی جماعت کر رہی ہے
اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس قرن
میں اسی جماعت کے حصہ میں آیا ہے کیونکہ
جو ہتھیار روحانی و آسمانی اس امام آخر
الزمان کو دیے گئے ہیں وہ دوسروں کے پاس
موجود نہیں ہیں تبھی یہی جماعت اعظم درجہ
عند اللہ ہوئی جو حدیث ذیل میں مذکور ہے
انہ سیکون فی آخر ھذہ الامۃ قوم
لھم مثل اجر اولھم یامرون
بالمعروف و ینھون عن المنکر و
یقاتلون اھل الفتن رواہ البیہقی
فی دلائل النبوۃ یعنی تحقیق شان یہ
ہے کہ ہوگی بیچ آخر اس امت کے ایک قوم کہ
ہوگا ثواب ان کے لیے مانند ثواب اول
ان کے کہ صحابہ ہیں حکم کریں گے ساتھ معروف
کے اور منع کریں گے لوگوں کو منکرات سے اور
لڑیں گے یعنی تقریروں قرآنیہ اور علوم صحیحہ
اور حربوں آسمانی سے فتنہ والوں سے
صدق اللہ تعالیٰ و آخرین منھم

لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم - اب
بتلاؤ کہ تمام دنیا میں خواہ یورپ ہو یا امریکہ یا
دیگر ممالک مشارق و مغارب کے کس امام کی
طرف سے ہزاروں رسائل رد ادیان باطلہ میں
شائع و ذائع ہو رہی ہیں اور کونسی جماعت
ہے سوائے جماعت احمدیہ کے جو اس امام آخر الزمان
کی معیت کر رہی ہے ہزاروں کتابیں واسطے
اظہار سچائی دین اسلام کے کس کیطرف سے
دنیا میں شائع ہو رہی ہیں اور میگزین اعلیٰ
اسلام کا یعنی ریویو آف ریلیجنز کس کی
طرف سے یورپ و امریکہ وغیرہ میں آوازۂ
حقیت دین اسلام و ابطال جمیع ادیان غیر اسلام
کا ڈھولک پیٹ چل مچا رہا ہے اور تمام ادیان کے
ایوان میں تہلکہ عظیم بشور حقیت اسلام اور تزلزل ادیان
ڈال دیا ہے - اور کونسی جماعت ایسی ہے
جسکے خیالات اور عقائد مخالف توحید اسلام
اور موافق عقائد عیسائیوں کے ہیں اور مذہب
عیسائی کی تائید کون کر رہے ہیں بینوا توجروا
الحاصل سواد اعظم سے مراد اس صدی میں
یہی جماعت احمدیہ ہے جو ادلہ شرعیہ و
نصرت الٰہیہ سے عند اللہ و عند الرسول بڑی
عظمت والی ہے اور کثرت میں بھی کسی وقت
میں اسقدر کثیر ہو جاوے گی کہ حسب پیشین
گوئی مخبر صادق کے بسیط الارض میں سوائے
اس جماعت کے دوسری کوئی جماعت معتدبہ
نظر ہی نہ آوے گی تو اس معنی کر کے بھی یہی جماعت
بالآخر سواد اعظم ہو گئی ؎

ای قوم من بگفتۂ من تکیہ کن بباش
زاں لحظہ ای کہ بجوش ہیں تا بآخرم

والسلام علی من اتبع الھدیٰ و علی من
اتبع ھذا السواد الاعظم -

ہم اسجگہ پر حدیث نمبر ۴ مذکورہ مشکوۃ سے
پوری نقل کرتے ہیں اور بعد ترجمہ کرنے کے بحول
و قوتہ اسکی شرح بھی ان شاء اللہ تعالیٰ کریں گے
کیونکہ ہماری نظر سے کوئی شرح کافی و وافی اسکی
کسی کتاب شرح حدیث مثل مرقاۃ وغیرہ سے
نہیں گذری پوری حدیث یہ ہے عن جعفر
عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابشروا و ابشروا
انما مثل امتی مثل الغیث لا یدری
آخرہ خیر ام اولہ - او کحدیقۃ اطعم
منھا فوج عاما ثم اطعم منھا فوج عاما
لعل آخرھا فوجا ان یکون اعرضھا

---

[1] نوٹ + یہ نمبر حدیقہ کی سطر پر وارد ہوئی ہے
جیساکہ طابع زیبا جس سے طیب ہونا بدیہ الصواب

عرضہا عمقہا و احسنہا حسنا کیف تہلک امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح اخرہا ولکن بین ذلک فیج اعوج لیسوا منی ولا انا منہم رواہ رزین یعنی روایت ہے حضرت امام جعفر صادق سے کہ روایت کی انھوں نے اپنے باپ سے یعنی حضرت امام محمد باقر سے انھوں نے روایت کی حضرت امام جعفر صادق کے دادا سے کہ کہا انھوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوش ہو جاؤ اور پھر خوش ہو جاؤ سوائے اسکے نہیں کہ مثال میری امت کی مانند بارش کے ہے یعنی بیج حصول منافع کے نہیں جانا جاتا کہ آخر اُس بارش کا بہتر ہے یا اول اُس بارش کا یا مثال میری امت کی مانند ایک باغ چھوہارے کی تجھو کہ کھلائی گئی اُس سے ایک فوج ایکسال پھر کھلائی گئی اُس باغ سے ایک جماعت دوسرے ایک سال مجھکو امید ہے کہ آخری جماعت کھانے والی اُس باغ سے بہت بڑی لمبی چوڑی ہو اور نیز بڑی گہری بھی ہو از روئے گہرائی کے یعنی علوم اور معارف اسلامیہ میں عزیز العلم اور عزیز المعارف ہو اور بہت اچھی ہو از روئے حسن اور خوبی کے تمام خوبیوں دینی اور دنیوی میں کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے وہ امت کہ اول اُسکے میں ہوں اور مہدی بیچ میں اُس کے اور ہونگے مسیح موعود آخر میں اُسکے ولکن درمیان اُس کے ایک فوج کی فوج ہو گی کجرو نہیں ہونگی وہ مجھسے اور نہ میں اُن سے ہوں یعنی نہ میں اُن کا اور نہ وہ میرے امتتی روایت کیا اسکو رزین نے (مشکوۃ شریف)

فائدہ عظیمہ

اب ہم شرح اسکی اس فائدہ کے ذیل میں لکھتے ہیں اول تو واضح ہو کہ یہ حدیث بڑے پایہ کی حدیث ہے کیونکہ روایت اسکی اہلبیت عظام اور خاندان نبوۃ علیہ السلام سے ہے جو ثقلین میں سے ایک بڑے رکن ہیں کما قال علم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی الحدیث اور یہ حدیث بھی صحیح مسلم کی ہے لہذا حدیث مذکورہ بالا مرویہ از اہلبیت عظام علیہم السلام امۃ کے لیے واجب التمسک ہے بموجب اس حدیث صحیح مسلم کے۔ غیث باران رحمت کو کہتے ہیں جو آسمان سے برستا ہے ظاہر ہے کہ آب باران سماوی

گو زمین کے پانی پر ایسی بڑی فضیلت حاصل ہے جس فضیلت کو زمین کا پانی ہیں پہنچ سکتا اسی لیے جو زراعت آب باران سے پیدا ہوتی ہے وہ سب بازوں میں افضل ہوتی ہے اُس زراعت سے جو بذریعہ آب زمینی کے پیدا ہو کما قال تعالیٰ ونزلنا من السماء ماء مبارکا فانبتنا بہ جنت وحب الحصید الآیۃ غرضکہ بارش سماوی کا یہ حال ہے کہ اگر اول میں بارش ہو اور آخر میں نہ ہو تو بھی فصل زراعت خراب ہو جاتی ہے اور اگر اول میں نہ ہو اور آخر میں ہو تب بھی فصل ناقص رہیگی غرضکہ بارش کا اول سے آخر تک بقدر مناسب ہونا زراعت کی سرسبزی اور شادابی کے لیے ضروری ہوتا ہے اس جملہ تشبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امۃ کو بارش کی مانند قرار دیا اس اشارہ کے لیے کہ جسطرح اول امۃ محتاج ہے بارش الہامات آسمانی کی اسی طرح آخر امۃ میں کثرت سے بارش الہامات آسمانی ذریعہ کسی امام کے ہو گی جس سے اسکی شادابی اور سرسبزی متصور ہے پس ثابت ہوا کہ جس جماعت میں نزول برکات آسمانی یعنی نزول الہامات کا نہیں جو مثل بارش سماوی کے ہے وہ امۃ اور جماعت ہرگز سرسبز اور شاداب نہ ہو گی کیونکہ وہ امۃ اس اعتبار سے آسمان سے نازل ہوئی اور یہ امۃ زمینی ہو گی بعد اسکے امۃ کی تشبیہ حدیقہ کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے۔ واضح ہو کہ حدیقہ لغت عرب میں ایسے باغ کو کہتے ہیں جو ہر چہار طرف سے محاط ہو اصل اسکی اس محاورہ سے ہے الحدیقۃ بکل ما احاط بہ البناء قطر المحیط اور اکثر استعمال اُس کا عرب میں چھوہاروں کے باغ پر کیا جاتا ہے الحدیقۃ لبستان من النخل قطر المحیط مراد محاط ہونے سے یہ ہے کہ ہر طرح سے محفوظ ہو اور اُس میں اُجاڑ ہونے کا اندیشہ نہ ہو چنانچہ حدیقہ اسلامیہ کی یہی شان ہے کما قال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون اور خاص امت محمدیہ کی بھی یہی شان ہے جیساکہ حدیث لا یزال طائفۃ من امتی میں گذر چکا اور یہ ظاہر ہے کہ جس قدر باغ چھوہاروں کا مدت دراز تک قائم رہتا ہے دوسرے اشجار کا قیام اُس مدت تک نہیں ہوتا چھوہاروں کے باغ کی اگر حفاظت ہوتی رہے تو ہزاروں

برس کی عمر اسکی ہو جاتی ہے اور اسکے ساتھ یہ بھی اُسکا حال ہے کہ مدت کے بعد مثمر ہوتا ہے اور اوائل میں جب مثمر ہوتا ہے تو جو ثمرات اُسکے نئے اور چھوٹے ہوتے ہیں لہذا بھیں یعنی چھوہارے اُسکے درختوں کی لذت میں وہ بڑے اور موٹے تازے ہوتے ہیں ایسے نہیں ہوتے جیساکہ ایک مدت کے بعد آخر زمانہ میں لذیذ اور پر گوشت ہو جاتے ہیں اور نیز خود درخت اُسکے بسبب قدیم ہو جانے کے کثرت کے ساتھ بھی پھل دینے لگتے ہیں اور اُنکا صعود آسمان ہی کی طرف ہوتا اور باد صرصر بھی نہیں گر سکتی دکتہ اوکتہ۔ اسجگہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امۃ کی تشبیہ ایسے ہی حدیقہ مذکورہ کے ساتھ بیان فرمائی اور مراد اپکی اس تشبیہ سے یہ ہے کہ اگرچہ اوائل امۃ نے بسبب تحمل محن شاق اور برداشت کرنے نہایت کی جفاکشی کے جو اس حدیقہ کے آباد کرنے میں کی ہیں بڑے بڑے فضائل حاصل کیے ہیں جنمیں اواخر امۃ اسلامیہ میں اُنکے شریک نہیں ہو سکتی کہ الفضل للمتقدم مثل مشہور ہے لیکن معہذا چونکہ وہ حدیقہ اسلامیہ جس کا باغبان بحکم انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون خدا تعالیٰ ہی جو رب السموات والارض ہو آخری زمانہ میں باعتبار کثرت اشجار کے بھی بڑھ جاوے گا اور خود درخت بھی اُسکے بڑی عریض و طویل ہو جاوینگے اور پھل اُن درختوں کے بسبب قدیم ہونے کے نہایت لذیذ اور پر گوشت ہونے لگیں گے پس اس حیثیت اور اعتبار سے جماعت آخری کو اوائل اوائل امت سے ان فضائل جزئیہ میں سبقت اور زیادتی حاصل ہو گی کیونکہ حدیقہ محفوظہ میں حسب بیان مذکورہ کے جب وہ قدیم ہو جاتا ہے یہ سب فضائل مذکورہ اُسمیں پیدا ہو جاتے ہیں جو ایک نیچرل بات یعنی مطابق قانون قدرۃ کے ہے اور اسکا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور جملہ اعرضہا عرضا الخ میں بیان طول اسواسطے نہیں فرمایا گیا کہ عرض و عمق کیطول لازم ہوا کرتا ہے لا عکس اور چونکہ یہاں تک اس امۃ مبشرہ کا ذکر بالاجمال ہوا اور اسکی تعیین نہیں فرمائی گئی کہ وہ کونسی جماعت ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی ایک نہایت حسن اسلوب کے ساتھ اس جماعت اول و آخر کی تعیین بھی فرماتے ہیں

کہ اوائل میں وہ جماعت میری جماعت ہے اور
آخر میں وہ جماعت مسیح موعود کی جماعت ہوگی
کما قال ع کیف تہلک امۃ الحدیث اور
حسن اسلوب کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت
اسواسطے پڑی کہ اس جماعت کے مخالفین نے
مسیح موعود کے ہلاک کرنے میں بڑی بڑی کوششیں
کرینگے مگر مخبر صادق خبر دیتے ہیں کہ کیف
تہلک امۃ الخ اس حدیث میں یہ پیشین
گوئی ہے کہ جسطرح میری جماعت مخالفین کی
کوششوں سے ہلاک نہیں ہوسکی بلکہ وقتاً
فوقتاً انکی ترقی ہوتی رہی اسیطرح جماعت
مسیح موعود کی ترقی ہوتی رہے گی اور علی رغم
انف المخالفین کے بموجب مخالفین ذلیل و
خوار ہوتے رہینگے اور مؤید ہے اس معنی کے
لیے وہ حدیث بھی جس میں مسیح موعود کو سلام
آنحضرت کے پہونچانے کا حکم ہے کیونکہ اس
سلام پہونچانے کے بھی یہی معنے ہیں ؎

ای آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

اس شعر میں اسی حدیقہ کی طرف اشارہ فرمایا
گیا ہے پھر انکے مخالفین جماعت احمدیہ کی ناکامی اور
نامرادی کو بدیگر حسن اسلوب بیان فرمایا جاتا ہے
کہ بین ذلک فیج اعوج لیسوا منی و
لا انا منھم یہانپر بین ذلک کے معنے
سمجھنے ضروری ہیں کہ اس سے کیا مراد ہے واضح
ہو کہ ایک قرن اور زمانہ تو آنحضرت صلعم کا ہو
اور دوسرا قرن آپ کے خلفاء راشدین مہدیین
کا ہوا جن کی نسبت وارد ہے کہ علیکم
بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین
المھدیین من بعدی یہ دونوں زمانے
تو ایک جانب ہیں رکھو اور دوسرا آخری زمانہ
مسیح موعود علیہ السلام کا ہے جو دوسری طرف
آخر میں واقع ہوا ہے اور تیسری جماعت جو باعتبار
کثرت کے اسکو فوج یا فیج کہا گیا وہ صرف
باعتبار اولیت اور آخر کے بین ذلک کے
مصداق ہوئی وہ ہے کہ ذلک نہ ہوئی مگر نہ
اس معنی کر کہ وہ ایک جماعت متوسط ہے جس کے
لیے ارشاد ہوا ہے کہ خیر الامور اوسطھا
لہذا اس وہم کے دفع کرنے کے واسطے اس
جماعت بلکہ فیج کی آنحضرت صلعم خود تشریح
فرماتے ہیں کہ یہ ہرگز نہ سمجھو کہ وہ جماعت وسطی
بلکہ وہ لیسوا منی و لا انا منھم کی مصداق
ہے جیساکہ اردو میں ایک مثل مشہور ہے ؎

خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

گویا یہ جماعت بین ذلک ایسی ہے جیساکہ شرائع
پاک کلام میں مذبذبین بین ذلک فرمایا ہوا ہے انکو مخاطب

ذمیمہ یوں بیان فرماتا ہے جنکا اول اوصاف
یہ ہے کہ طرح طرح کے فریب اور چال بازی
کرنا کہ اُس کے ذریعہ سے اپنے آپ کو مامور
من اللہ اور اپنی جماعت سے افضل قرار
دیویں والے فیھم ذلک کما قال تعالیٰ
ان المنافقین یخادعون اللہ وھو
خادعھم دوسری صفت انکی نمازوں میں
کسل اور کاہلی اور نہ نمازوں میں کسی طرح
کا خشوع اور خضوع نہ تعدیل ارکان نہ
قومہ نہ جلسہ بلکہ ایک نٹوں کا سا تماشا مثل
کلا بازی وغیرہ کے نمازوں کو پڑھنا۔ ہاں
دوسرے دنیائے بدعیب میں نہایت درجہ
کی توجہ کما قال تعالیٰ واذا قاموا الی
الصلوۃ قاموا کسالیٰ تیسرا وصف
انکا یہ ہے کہ جو کوئی عمل صالح کسی قدر کیا
بھی جاوے تو وہ صرف دکھلاوے اور ریا
کے لیے نہ خالصاً للہ کما قال تعالیٰ
یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ
الا قلیلا پس ایسے ہی لوگ بکثرت ہلاک
میں داخل ہیں کما قال تعالیٰ مذبذبین
بین ذلک لا الیٰ ھؤلاء ولا الیٰ
ھؤلاء پس انھیں کرتوتوں سے یہ لوگ
گمراہ قرار دیے گئے کیونکہ جو لوگ عمداً او
قصداً ان اوصاف ذمیمہ کے مرتکب ہوں
انکو کیونکر راستہ ہدایت کا مل سکتا ہے کما
قال تعالیٰ ومن یضلل اللہ فلن تجد
لہ سبیلا۔ اب یہ تمام اوصاف مخالفین
جماعت احمدیہ میں مشاہدہ ہوتے ہیں کہ
کوئی رستہ ہدایت کا انکو نہیں مل سکتا حتی
کہ اگر کوئی پادری مثل بشپ وغیرہ کے انکو
گمراہ کرنا چاہے تو مخالفین کو کوئی رستہ
ہدایت کا جس سے اس بشپ پادری کو شکست
کریں نہیں مل سکتا بجز اس کے کہ جماعت احمدیہ
کی پناہ میں داخل ہوں تو یہ معنی ہیں ولکن
بین ذلک فیج اعوج لیسوا منی و
لا انا منھم کے پس اے جماعت احمدیہ
اگر تم اس جماعت میں داخل ہو کر پابندی
تعلیم سچے امام آخرالزمان مسیح موعود کی اختیار
کرو گے تو بموجب بشارت دینے مخبر
صادق صلعم کے تمکو المضاعف بشارت
کی خوشخبری ہے اور اواخر الزمن کے شرور
مہلکہ تمکو ہرگز ہرگز ہلاک نہ کر سکیں گے
ابشروا وابشروا اب کوئی ہے مخالفین
کی جماعت میں جو اپنی جماعت کے لیے مخبر
صادق کی طرف سے ایسی بشارات احادیث
صحیحہ سے نکال سکے ہیں یعنی نہیں ہے

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ
شذ فی النار کے والحمد للہ علی ذلک
اے مخالفو یہ تو تمہارا ناصح بکمال
سوء ظن کے سواد اعظم عند اللہ کو متعین کر کر
بتلا دیا ہے اب اتباع کرنا یا نہ کرنا تمہارے
اختیار میں ہے چاہو تو بین ذلک میں ہو کر
لیسوا منی و لا انا منھم کے مصداق بنو
اور چاہو کیف تہلک میں داخل ہو کر ہلاکت
سے محفوظ رہو۔ ؎

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

سوال

تمہارے امام تو دعوی نبوت کا بھی کرتے ہیں
حالانکہ نص قرآن مجید ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین اس دعوی کو رد کر رہی ہے

الجواب

اس مسئلہ کی تشریح بہتر بامکمل ترین وجہ رقائم
سلسلہ جو الحکم میں کر دی ہے پس ان رقائم کی
طرف رجوع کرو یہانپر دو سہ مختصر دلیلیں اسلئے
توضیح مرام کے لکھے دیتے ہیں حدیث اول
عن ابی ھریرۃ لم یبق من النبوۃ
الا المبشرات الحدیث۔ ظاہر ہے
کہ اس حدیث میں مستثنی منہ نبوۃ ہے اور المبشرات
مستثنی واقع ہوا ہے اب تنقیح طلب
امر ہے کہ یہ استثناء منقطع ہے یا متصل
منقطع تو اس لیے نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت کی
نبوۃ کاملہ میں مبشرات بھی کثرت سے پائے
جاتے ہیں لہذا مبشرات بھی مستثنی منہ میں داخل
ہیں اس سے خارج نہیں اور چونکہ مبشرات
جمع سالم ہے جس پر الف لام لایا گیا ہے پس
المبشرات معرف باللام نے فائدہ استغراق
کا دیا ہے تو خلاصہ مطلب حدیث کا یہ ہوا کہ
نبوۃ کے اجزاء دو قسم کے ہیں ایک احکام خواہ
فرائض اور واجبات ہوں یا حلال و حرام ہوں
اور قسم دوم جو مبشرات ہیں جس میں تمام مبشرات
خواہ انذارات ہوں یا بشارات داخل ہیں
ان دونوں قسموں میں سے قسم مبشرات قیامت
تک باقی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب دو قسموں
کے اجزاء میں سے ایک قسم کے اجزاء باقی ہیں تو
نبوۃ جزئی بھی باقی ہے ہاں نبوۃ کلی منقطع
ہو چکی کیونکہ فرائض اور واجبات حلال اور
حرام حسب الحکم آیت الیوم اکملت
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا کے یکے
سب نازل ہو چکے اور اب قیامت تک انکا نہیں آ سکتا

اور نہ کوئی جدید حکم منسوخ کرے کتاب و سنت اب نازل ہو سکتا ہے مگر نبوۃ مبشرات کی باقی ہے اور ہر زمانہ میں خصوصاً اس زمانہ آخر میں اسکی سخت ضرورت واقع ہے ورنہ بتلاؤ کہ پھر تمہارے پاس کونسا حربہ روحانی و آسمانی ہے جس سے ادیان باطلہ اور مذاہب فاسدہ کا قلع و قمع کرینگے بحث مباحثہ سے تو عقدہ آجنگ حل ہو ہی نہیں سکا ؎

کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

ہی لیے اس امام آخرالزمان کو اللہ تعالیٰ کیطرف سے صدہا مبشرات منجانب اللہ عطا ہوئے اور ہو رہے ہیں اور آیندہ کو بھی ہونگے جنکی وجہ سے یہ امام اقوام مخالفین اندر رفتہ رفتہ بذریعہ اسلام پر غالب اور منصور ہوتا چلا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ تمام الہامات اور کشوف اور رویا ے صالحہ کو لفظ مبشرات شامل ہے اگرچہ بروایت صحیح بخاری تفسیر مبشرات کی ایک نوع کے ساتھ تفسیر فرمائی گئی ہے یا ہم کہتے ہیں کہ رویا صالحہ کا منام حقیقی ہونا کچھ ضروری نہیں بلکہ رویا صالحہ کا اطلاق کشوف و الہامات پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ کشوف و الہامات میں کچھ اس ظاہر سے کسی قدر انقطاع ضرور لازم ہے اور نوم حقیقی میں بھی انقطاع ہوتا ہے اس بیان کے تسلیم نہ کرنے میں انکار حدیث مذکور کا بھی ہو جاتا ہے اور پھر معہذا نصوص قرآنیہ کے بھی مخالف ہے کما قال تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاخرۃ اور معنی خاتم النبین کے وہی ہیں جو ہم رقائم مذکورہ میں لکھ آئے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نبوۃ کے انتہائی نقطہ کمال تک پہونچے ہوئے ہیں نبوۃ کا کوئی درجہ باقی نہیں رہا جو آپ کو حاصل نہ ہوا ہو تمام انبیاء اولین ہوں یا آخرین آپ سے فیضیاب ہیں وبس اور یہی مذہب حضرت عائشہ کا ہے جو بڑے زور شور سے آپ نے بیان فرمایا ہے چنانچہ تکملہ مجمع بحار الانوار صفحہ ۸۵ میں اس مذہب حضرت عائشہ کو نقل کیا ہے عبارت ہذا۔ وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ یعنی حضرت عائشہ سے یہ مذہب مروی ہے کہ یہ تو کہو کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں اور یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور لا نبی بعدہ سے جو مذہب کی تطبیق اسی مجمع البحار میں یوں کی گئی ہے لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ یعنی آنحضرت صلعم نے اس قول لا نبی بعدی سے ارادہ کیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر دیوے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ کے مذہب سے یہ ثابت ہو گیا کہ معنی خاتم النبین کے یہی ہیں جو ہم نے تحریر کیے ہیں اور بعد آپ کے نبوۃ بھی جاری ہے یعنی نبوۃ مبشرات کی تمت الکلام کی فقط۔

محمد احسن امروہوی

ولہ ایضاً

پارہ پانزدہم سبحن الذی میں مراد المسجد الاقصیٰ سے کیا ہے۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیٰتنا انہ ھو السمیع البصیر۔ وہ خدا تمام نقصوں اور عیبوں تجسم سے پاک ہے جو اپنے بندہ کو رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ یعنی (بیت المقدس) تک لے گیا جس کے گرداگرد ہم نے برکات دارین رکھے ہیں تاکہ اپنے اس بندہ کو اپنی قدرت کی آیات معائنہ کرا دے بیشک صرف وہی اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

فائدہ۔ اللہ تعالیٰ نے جو کہ اس قصہ اسریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج مشہور کیطرف بھی اشارہ فرمایا ہے چنانچہ آیۃ لنریہ من اٰیٰتنا اسی طرف ناظر ہے لہذا قصہ معراج میں اگر معراج آنحضرت کی جسمانی مانی جاوے تو ذات باری تعالیٰ میں تو ہم تمکن اور تجسیم کا ہوا جاتا ہے لہذا اول ہی سے اس توہم کے رفع کے لیے تسبیح اور تنزیہ بیان فرمائی تاکہ اثبات کی طرف اشارہ ہو کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جسد عنصری کے ساتھ نہیں ہوئی تھی بلکہ ایک جسم لطیف غیر عنصری کے ساتھ واقع ہوئی تھی اور پھر مکرر اسی مسئلہ کو بالتصریح اسی سورۃ میں آگے بیان فرمایا کہ قل سبحن ربی ھل کنت الا بشرا رسولا اس آیت میں منکرین کا یہی اعتراض مذکور ہے کہ آپ آسمان پر چڑھ کر کتاب اتار لاویں تب ہم ایمان لاویں گے اس کا رد اور جواب تسبیح و تنزیہ کے ساتھ دیا گیا کہ سبحان اللہ میں کیا چیز ہوں جو آسمان پر چڑھ جاؤں جبکہ کوئی بشر رسول آسمان پر چڑھا ہی نہیں یعنی پھر میں آسمان پر کیونکر چڑھ سکتا ہوں گیا سورۃ میں اس آیت کا لانا صریح دلالت کرتا ہے کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسکی طرف اول سورۃ میں اشارہ ہے وہ جسد عنصری کے ساتھ نہیں ہوئی تھی اسلیے تاکیداً دو جگہ سبحان کا ذکر فرمایا گیا جس سے مقصود تجسیم اور تمکن سے تنزیہ و تقدیس ہے۔

اسکے اگرچہ سیر باللیل کو کہتے ہیں معہذا تاکیداً لیلا بھی لایا گیا تاکہ اشارہ ہو لفظ لیلا سے کہ وہ سیر روحانی تھی و جسمانی اگر سیر جسمانی ہوتی تو واسطے اتمام و اسکات منکرین کے نہار کا واقع ہوتی نہ لیلا میں لفظ لیلا کا بھی اسی واسطے بڑھایا گیا کہ اس سیر و اسرا کے خفی اور بطون و روحانی ہونے پر اشارہ ہو۔ مسجد کعبہ کو مسجد حرام اسلیے کہا گیا تاکہ اشارہ ہو کہ اب وقت بہت قریب ہے کہ اس مسجد میں جو مشرکین مکہ کی طرف سے شرک وبدعات ہوتے رہتے ہیں وہ آپ کی بعثت سے ہمیشہ کے لیے رک سے جا ہٹ گئے اور مسجد بیت المقدس کو جو مسجد اقصیٰ کہا گیا وہ بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا گیا کہ آنحضرت خاتم النبین صلعم اس مقام عالی تک پہونچیں گے کہ وہ اقصیٰ مراتب تمام انبیاء کے نبوۃ کا ہوگا اور سوا کمالات ذاتیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر تمام انبیاء کے کمالات اور فضائل بھی آپ میں جمع ہو وینگے جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اور شیخ شیراز کہہ گیا ہے ؎

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

اور نیز ظاہر ہے کہ یہ مسجد اسرائیل مسجد حرام سے

فوقیت بھی جسمانی ہی ہونی چاہیے۔ لیکن یہ تو اتفاق باطل ہے لہذا حضرت عیسیٰ کی فوقیت جسمانی بھی باطل ہونی چاہیے۔

انتہا درجہ کے فاصلہ پر بھی ہے

سوال

بارکنا کو کیوں نہ فرمایا بارکنا حولہ فرمایا گیا۔

جواب

اس لیے کہ اگرچہ اس وقت مسجد اقصیٰ پر بہت تباہی پڑی ہوئی ہے جو بارکنا کا کہنے کی مصداق نہیں ہے مگر دولت اسلامی جب تیرے قدم مبارک کی برکات سے وہ ہمیشہ کو آباد ہو جاوے گی اور اس اسراء سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ ہم اپنی آیات قدرت اور امر غیب اس نبی علیہ السلام کو معلوم کرائیں اور صفات سمیع و بصیر کی تخصیص جو اس مقام پر ذات باری تعالیٰ سے کی گئی اُسمیں بھی اشارہ اسطرف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج شریف میں جو امر کہ دیکھا یا سُنا وہ اس سمع و بصر سے نہیں دیکھا سُنا بلکہ وہ سمع و بصر روحانی ہے جسکی نسبت وارد ہوا ہے کہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ اگر یہ مراد نہ لی جاوے تو ربط انہ ھو السمیع البصیر کا ماسبق سے کچھ نہیں ہے کا سمجھنے ترجمہ آیت میں المسجد الاقصیٰ سے مراد باعتبار مکان کے وہ مسجد لی ہے کہ ملک شام میں بیت المقدس کر کے مشہور ہے اسکی چند وجوہ ہیں۔ اوّل اسلئے کہ اس سورہ کا نام جو سورہ بنی اسرائیل رکھا گیا ہے اسکی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ اسمیں مسجد بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے کما قال تعالیٰ ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا۔ اور وہ تذکرہ متضمن ایک پیشگوئی عظیم الشان کو ہے جو ایک نمونہ قدرت قادر مطلق کا ہے اور منجملہ آیات کے ہے جو لنریہ من آیاتنا میں داخل ہے کما سیاتی۔

اور ظاہر ہے کہ مسجد بنی اسرائیل کی سوائے اس مسجد کے جو بیت المقدس کر کے مشہور ہے اور کوئی مسجد بلحاظ مکان کے نہیں تھی اور چونکہ سورہ بنی اسرائیل مکی ہے اور حالت مکیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں سوائے دو مسجدوں کے اور کوئی تیسری مسجد ایسی بلحاظ مکان کے نہیں تھی جسکو بصفت اقصیٰ تعبیر کی جاوے اور نیز یہی مسجد مسجد حرام سے ابعد اور بعید تر ہے جسکی وجہ سے اُسکو اقصیٰ کہا گیا لہذا المسجد الاقصیٰ سے باعتبار مکان کے یہی مسجد مراد ہے لاغیر۔ ہاں باعتبار زمانہ کے مسجد اقصیٰ سے آخر زمانہ کی مسجد قادیان دارالامان کی بھی مراد ہے جیسا کہ ہم آگے حدیث صحیح سے ثابت کرینگے اور یہ مسجد مسیح موعود کی باعتبار زمانہ کے بھی اقصیٰ ہے کیونکہ آخر زمانہ کی ہے جو خاتم الخلفا کیطرف منسوب ہے اور بسبب طفیلی ہونے اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مرسلین سابقین کے کمالات بھی اس میں موجود ہیں دیکھو الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء کو۔ دوم معہذا باعتبار مکان کے بھی اقصیٰ ہے کیونکہ مسجد الحرام سے ابعد فاصلہ پر شرقی دمشق واقع ہے دیکھو مسک العارف کو۔

وجہ دوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اسرا کرایا گیا اسمیں ایک پیشگوئی عظیم الشان ہے اور وہ یہ ہے کہ المسجد الحرام سے بیت المقدس تک یعنی خانہ کعبہ جو ممالک شمالیہ ہیں وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کے تحت تصرف اور قبضہ میں آجاوینگے جسکو بصراحت دوسری جگہ پر یوں بیان فرمایا گیا ہے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون اور اس آیت اسرا میں اسی پیشین گوئی مصرحہ کی طرف ایک اشارہ لطیفہ ہے احادیث میں بھی اس قسم کے اشارات آئے ہوئے ہیں اور نبی کریم نے اُن کی شرح بھی فرمائی ہے کہ یہ ممالک عربیہ میری اُمت کے قبضہ میں آجاوینگے عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقہا و مغاربہا وان امتی سیبلغ ملکہا ما زوی لی منہا الحدیث رواہ مسلم تحقیق اللہ تعالیٰ نے میرے دکھانے کے لیے زمین کو سمیٹا تو میں نے اُسکی ممالک مشرقیہ اور ممالک مغربیہ کو دیکھی مراد اس سے یہ کہ بیشک میری اُمت کی بادشاہت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اُس زمین کے ممالک میرے لیے سمیٹے گئے رواہ مسلم پس جسطرح اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے زمین کو سمیٹ کر دکھلایا اور آنحضرت صلعم نے اُسکے مشارق اور مغارب کو دیکھا اور پھر اس دیکھنے کی شرح آنحضرت نے یہ بیان فرمائی کہ مشارق و مغارب ارض میں میری اُمت کی سلطنت ہو جاوے گی اسی طرح اس سورہ میں مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک آپکو سیر کرائی گئی جس سے مراد ہے کہ یہ تمام ممالک شمالیہ المسجد الحرام سے لیکر بیت المقدس تک آپ کے قبضہ میں آجاوینگے یہ حدیث اسپر بھی دلالت کر رہی ہے کہ مسجد مسیح موعود و مہدی مسعود بھی زوی لی الارض میں داخل ہے ورنہ کیا وجہ کہ مسیح موعود دیکھی موجود ہو اور مہدی مسعود جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی یہاں پر مبعوث ہو اور پھر خاتم الخلفاء بھی ہو اور کما استخلف الذین من قبلہم میں بھی داخل ہو اور آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا بھی مصداق ہو بروز محمدی بھی ہو وغیرہ وغیرہ اور پھر بھی اُسکی مسجد ان اللہ زوی لی الارض سے خارج ہو نعوذ باللہ منہ اور جبکہ یہ مسجد زوی لی الارض میں داخل ہوئی اور آخر زمانہ میں خاتم خلفاء محمدیہ کی طرف منسوب بھی ہوئی اور پھر اس خاتم الخلفا کی نسبت مخبر صادق نے متعدد پیشگوئیاں و آیات و نشان اور بشارتیں بھی احادیث میں مذکور فرمائیں دیکھو مسک العارف کو تو پھر کیا وجہ کہ لنریہ من آیاتنا سے خارج کی جاوے کہ جس سے ایک بڑا نقص اللہ تعالیٰ کی ارادت آیات میں اپنے نبی کو لازم آتا ہے اور پھر اگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مسیح موعود آنحضرت صلعم کو نہیں دکھلائیں تو پھر کیا آنحضرت نے اپنی طرف سے گھڑ لیں جو دو دین احادیث میں مذکور ہیں ونعوذ باللہ من ھذا الزعم الفاسد پس پھر کیا وجہ کہ یہ آیات بینہ لنریہ من آیاتنا سے خارج ہوں ان ھذا الا التعصب والعناد جبکہ یہ مسجد قادیان مہدی آخر الزمان لنریہ من آیاتنا میں داخل ہوئی تو پھر مسجد اقصیٰ اسکو کیوں نہ کہا جاوے جو آنحضرت صلعم کے مراتب اقصیٰ پر دال ہے اور باعتبار زمانہ کے بھی آخری مسجد ہے اور باعتبار مکان کے بھی مصداق بعد المشرقین عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق واقع ہے اور یہی لیے بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ نزول مسیح کا بیت المقدس میں ہوگا دیکھو حجج الکرامہ وغیرہ کو پھر مسک العارف کو وجہ ثالث احادیث صحاح متعلقہ معراج میں جو مسجد اقصیٰ کا بیان ایسا آیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مراد مسجد اقصیٰ سے باعتبار مکان کے وہ مسجد بیت المقدس ہی کی ہے جیسا کہ ایک حدیث طویل میں ہے حتی اتیت بیت المقدس فربطتہ (ای البراق) بالحلقۃ التی تربط بہا الانبیاء قال ثم دخلت المسجد فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت الحدیث یعنی یہاں تک کہ آیا میں بیت المقدس میں پس باندھا میں نے براق کو اُس حلقہ مسجد سے جس سے انبیاء سابقین اپنے مرکب کو باندھا کرتے تھے پھر داخل ہوا میں اس مسجد میں پس دو رکعت نماز میں نے پڑھی آخر حدیث تک اور ایسی ہی وہ حدیث مسلم کی جسمیں آپ کا امام الانبیا ہونا اُس مسجد میں نماز کے لیے مذکور ہوا ہے جسمیں حضرت مسیح علیہ السلام بھی تھے

تھے جن کی روحانیت اس مسیح موعود میں موجود تھی اور بیت المقدس کی روحانیت اسکی مسجد موعود میں موجود ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء اور اس حدیث امامت میں اشارہ اس طرف ہے کہ آنحضرت کی اُمت میں ایک ایسا مجدد عظیم الشان آخر زمانہ میں مبعوث ہوگا جسمیں تمام انبیاء کی روحانیت اسمیں موجود ہوگی اور اسکی مسجد میں روحانیت بیت المقدس کی روحانیت ہوگی اور آنحضرت اُس کے امام اور پیشوا ہونگے اگر اس حدیث سے یہ تعبیر مراد نہ ہو تو پھر عالم شہادت میں اسکی تعبیر کا وقوع کب ہوا اور کیونکر ہوا بلکہ نہ ہوا و نعوذ باللہ منہ اسی لیے اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امام ہونا ان انبیاء کے لیے بصراحت مذکور ہوا ہے اور مسیح موعود کو اُس کے الہامات میں اُن کے نام سے نامزد بھی فرمایا گیا ہے دیکھو براہین اور مشکوٰۃ کو فتبارک من علم و تعلم و صدق الہامہ انّا انزلنٰہ قریبًا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل وتبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ لا راد لفضلہ کیا مقولہ صادقہ ہے ؎

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

ولنرجع الی الکلام الاول فرمنکہ المسجد الاقصیٰ سے مراد باعتبار مکان کے مسجد بنی اسرائیل کی ہے جو بیت المقدس کہلاتی ہے وجہ رابعہ اور پھر اسی رکوع میں اللہ تعالے فرماتا ہے فاذا جاء وعد الاخرۃ لیسوٗا وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرًا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ المسجد الاقصیٰ جس کا دو مرتبہ تباہ ہونا یاد دلایا گیا ہے وہی مسجد بنی اسرائیل ہے یعنی باعتبار مکان کے اور قوم یہود بلکہ نصاریٰ کو بھی اسمیں انذار عظیم ہے کہ اگر تم نبی آخر الزمان پر ایمان نہ لاؤ گے اور شرارت سابق کے ویسی ہی شرارتیں کیے جاؤ گے تو پھر ویسے ہی تباہ ہوجاؤ گے عبرت پکڑو ورنہ من جرب المجرب فقد حلت بہ الندامۃ ہاں اگر سابقہ شرارتیں ترک کردو گے تو پھر تمہارے لیے بہبود دارین مرحمت ہوگی چنانچہ اسی انذار عظیم کو بیان فرماتے ہیں عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکٰفرین حصیرًا چنانچہ یہ سب پیشین گوئیاں مندرجہ قرآن مجید واقع ہوچکیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد عدالت مہد میں بیت المقدس فتح ہوگیا اور انواع انواع کی فتوحات کثیرہ مسلمانوں کو وہاں سے حاصل ہوئیں اور اُس فتح سے کوئی قیصر یا شاہنشاہ مومنین کو روک نسکا یہی پوری ہونے پیشین گوئی نے بھی اُس مسجد اقصیٰ کو مسجد بیت المقدس معین فرمادیا وھو المدعا اسی طرح مسجد مسیح موعود کی ترقی مدارج کو کوئی روک نہیں سکیگا اور اب تک جو اسکی ترقی ہو رہی ہے باوجودیکہ مخالفین اپنی جان توڑ کوشش سے اسکی تخریب کے درپے ہیں یہ ایک اولیٰ ثبوت ہے اسکے داخل ہونے کا لآیہ من ایتنا میں چنانچہ الحال ہی ایک مقدمہ تعمیر منارہ مسجد کا مخالفین نے قائم کیا تھا اور بڑی ہی کوشش تمام اقوام نے مجتمع ہوکر اسکی تخریب میں کی تھی مگر وہ سب کے سب ناکام رہے ہیں والحمد للہ فرق اتنا ہی ہے کہ المسجد الاقصیٰ شام کی فتح سیفی تھی اور مسیح موعود المسجد الاقصیٰ شرقی مسیح موعود کی لیے علمی اور روحانی ہے مسجد بنی اسرائیل کی جو بیت المقدس کر کے مشہور ہوئی ہے اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ملک شام کی سرزمین کو اللہ تعالے نے اپنے پاک کلام میں مقدس فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا انک بالواد المقدس طوی وغیرہ اور نیز توریت میں بھی ہولی لینڈ کر کے سرزمین شام و یروسلم نامزد کی گئی ہے اسلیے اس مسجد اقصیٰ کا نام بیت المقدس بھی رکھا گیا ہے کما جاء فی الحدیث الاخر عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلعم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن ایاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ یعنی روایت ہے جابر سے یہ کہ انہوں نے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جبکہ جھٹلایا مجکو قریش نے یعنی مسجد مقدس کے یعنی جانے کی طرف بیت المقدس کے شب مذکور میں اور پوچھیں مجھسے نشانیاں اُس مکان کی کھڑا ہوا میں حجر میں پس ظاہر کیا اور دکھایا اللہ تعالے نے مجکو بیت المقدس پس شروع کیا خبر دیتا تھا میں قریش کو بیت المقدس کی نشانیوں سے حالانکہ میں دیکھتا تھا طرف اسکی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے علی ھذا القیاس مسیح موعود کی آیات وعلامات جو منارہ بیضا اور مسجد کی آنحضرت کو دکھلائی گئی جو بطور پیشین گوئیوں کے احادیث میں مذکور ہیں دیکھو مسک العارف وغیرہ کو اور یاد رہے کہ جسطرح جبرائیل نے صدق وکذب ماموریت اسکے لیے علامات مؤیدہ من اللہ فرمائی ہیں اسیطرح آبادی مساجد کی بنا تقویٰ اور طہارۃ پر قائم کی ہے پس اگر مسجد مسیح موعود بھی جو باعتبار زمانہ اور نیز مکان کے مسجد اقصیٰ ہی تھی ہے اگر حسب زعم مخالفین یہ مسجد ضرار بھی ونعوذ باللہ منہ جیسا کہ تمہارا خیال فاسد ہے تو جلد تر تباہ و برباد ہوجاویگی اور اگر اسکی بنا مع منارہ بیضا کے تقویٰ اور طہارت پر ہے تو حینًا بعد حین آباد ہوتی رہیگی اور ترقی درجات میں صعود کرے گی اور اب تک تو ترقی ہی کر رہی ہے چنانچہ نظر کرو آپکے حال پر اور ترقی حال پر کما قال اللہ تعالے لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین افمن اسس بنیانہ علی تقوی من اللہ ورضوان خیر ام من اسس بنیانہ علی شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جھنم واللہ لا یھدی القوم الظلمین الآیہ اسی پیشین گوئی کے بموجب دیکھو آبادی مسجد نبوی یا مسجد قبا کی اور پھر نظر کرو مسجد ضرار کی جگہ کو جو اب تک ویران پڑی ہے۔

ہمارے اس کل بیان سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ حقیقت معراج کی روح کے معنی اوپر چڑھنے کا اور ترقی کرنیکا کیونکر بھی حاصل ہوسکتی ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے ورنہ اگر فقط سیر و سیاحت ہی معراج کی علت غائی ہو تو پھر کوئی فضیلت معراج کی باقی نہیں رہتی ہے سیر و سیاحت تو آجکل کے سیاح لوگ بہتیری کر لیتے ہیں حتی کہ آجکل سیاحوں نے کوئی قطعہ زمین کا سیاحت سے باہر نہیں چھوڑا اور آسمانپر بھی فنون رصدیہ سے سیڑھی لگا کر وہ وہ علوم دریافت کیے ہیں جو پہلے ازمنہ میں کسکو معلوم بھی نہ تھے سیاروں کا احوال اور آپس کا ہونا وکذا وکذا سابق میں کسکو معلوم تھا اور عجائب اُسپر یہ کہ اکثر علوم جدیدہ متعلق علم ہیئت کے انکی ایجاد صحیح بھی کیا پھر فرمائیے کہ اگر ہمارا بیان واجب التسلیم نہیں ہے تو معراج میں کونسی فضیلت باقی رہ سکتی ہے خصوصًا اُس وقت میں جبکہ مذہب حضرت عائشہ اور بعض دیگر صحابہ و تابعین اور بعض علماء مجتہدین کا صحیح مانا جاوے کہ آپ کی معراج ایک کشفی تھی یا ایک اعلیٰ درجہ کا کشف تھا الحاصل جبکہ ہمنے واقعات سے بیان اپنا تصدیق کرا دیا پھر اُسکے قبول نہ کرنے میں کونسی وجہ وجیہ ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

کتبہ سید محمد احسن عفی عنہ

مورخہ یکم نومبر ۱۹۰۳ء مقام قادیان

کیونکر میں فرقہ احمدیہ میں داخل ہوگیا

گذشتہ اشاعت سے آگے

اُس آریہ نے بیان کیا کہ اوسط درجہ میں تھا نہ بہت اچھا نہ بہت بُرا مگر میں نے دیکھا کہ اُسکی عمر تخمیناً ۲۰ - ۲۲ سال کی ہے اور زیر تعلیم تھا نہ مذہب کا پابند ہے لہذا قابل اعتبار نہیں ہے پھر اُس سے دریافت کیا گیا کہ آپ کیا حالت ہی اُس نے کہا اچھی نہیں ہے مسیحیت کا دعوی کرتے ہیں مسیح کا انتقال تجویز کرتے ہیں مسلمان انکو بُرا کہتے ہیں میں نے اُس سے دریافت کیا تم توفی کے کیا معنے کرتے ہو اُس نے جواب دیا مرنا مجھکو سمجھایا گیا لااس لفظ کے مولوی لوگ غلط معنے کرتے ہیں غرض اُسنے اقرار کیا کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ افسوس ایک مخالف ندا سے سمجھانے پر سچ کو سچ کہے اور مسلمان باوجود اسکے کہ اُنکے سامنے دلائل و براہین اور واقعات حقہ کے پہاڑ رکھدیے تب بھی نہ سمجھیں۔

میں قریب مغرب داخل دارالامان ہوا اور نماز مغرب باجماعت ادا کی مگر حضرت صاحب بوجہ علالت طبع شامل جماعت نہ تھے اسلیے میں آپکی زیارت سے محروم رہا مگر میں نے جماعت میں خشوع وخضوع کے آثار پائے اور نور ایمان حاضرین کے چہروں پر عیاں دیکھا جس سے میرے دل نے صاف طور پر گواہی دی کہ یہی وہ جماعت ہے جو

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

کے مصداق ہے اور یہی وہ جماعت ہے جسکی نسبت رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ گروہ ابدال و اوتاد زمانہ **مہدی** کی خدمت میں حاضر ہونگے اور بیعت کرینگے صرف اسی پر منحصر نہیں ہے کہ اس قسم کے تھوڑے آدمی ہیں بلکہ میں اپنا عرصہ ۱۰ یوم کا تجربہ بیان کرتا ہوں کہ یہاں پر ہمیشہ سلسلہ آمد و رفت مریدان جاری ہے اور میں ایک سے ایک کو پاتا ہوں اس پاک نظارہ نے میرے سخت دلکو ایک خاشع بنا دیا اور ذکر الہی کی لذت میرے دل میں پائی میں نے اکثر لوگ تہجد گذار پائے اور نماز اور دیگر اعمال میں تتبع سنت پائے نماز نہایت آداب اور خشوع و خضوع سے پڑھتے ہیں۔

وہ انگریزی تعلیم یافتہ جو ہمارے یہاں خارج از دین خیال کیے جاتے ہیں یہاں پر متضرع اور خدا ترس دکھائی دیتے ہیں پس یہ کھلی ہوئی شہادت اس سلسلہ کے حق کی سچائی پر ہے اور طرفہ ماجرا تو یہ ہے کہ بجز توبہ استغفار مسنونہ کے کہ جسکی حضرت بیعت لیتے ہیں اور کوئی تعلیم صوفیانہ نہیں ہے نہ توجہ دیجاتی ہے نہ کسی ذکر نفی و اثبات کی تعلیم ہے نہ کوئی منزل طے کرائی جاتی ہے غرض توحید اور منہاج نبوۃ کا صاف چشمہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں قائم تھا اُسکا پورا نمونہ ہے۔

میرے دلپر تو کچھ ایسا اثر ہوا کہ اُسی وقت سے خدا کی یاد دہانی کا (بجز چند گھنٹے سونے کے) والہ و شیدا ہوگیا بعض بعض روز تو نیند اس ذوق و شوق و حلاوت ایمانی میں جو یہاں آکر حاصل ہے کافور ہو جاتی ہے۔

اور لطف تو یہ ہوا کہ میری طبیعت مرض جسمانی میں مبتلا رہتی تھی اور ہے مگر پھر بھی ذکر الہی میں فرق نہ آیا۔ اگر یہ تکلیف وطن میں جو اب ہے ہوتی تو دیگر اذکار و اشغال کا تو کیا کہنا فرضی نماز بھی چھوٹ جاتی تہجد کہ جسکا وطن میں برسوں سے تذکرہ نہ تھا یہاں قضا نہ ہوا غرض ان نیک امور اور پاک اسباب سے مجھے کامل طور پر یقین ہوگیا کہ یہاں نزول ملائکہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ حضرت اقدس سورہ قدر کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اب تھوڑی سی اپنی نظر حضرت کی لائف پر ڈالتا ہوں۔

حضرت کا حلیہ بالکل بخاری کی اُس حدیث کے مطابق ہے جسمیں مسیح موعود کا حلیہ بیان ہوا ہے۔ چہرہ پر رعب۔ جسم ایک عمدہ ترتیب پر واقع ہے چہرہ پر خشیت الہی اور تفکر کے آثار نمایاں ہیں۔ گفتگو نہایت متین اور شستہ ہے کم گوئی کی عادت ہے دوسرے کی بات کو توجہ سے سُنتے ہیں کسی قول امر کا جواب صاف صاف اگر مختصر کی ضرورت ہے مختصر اور جو مفصل کی ضرورت ہے مفصل دیتے ہیں۔ اپنی جماعت پر خود السلام علیکم کرتے ہیں۔ ہمیشہ گھر میں رہتے ہیں اور تالیف نظم جیسے امور میں جاری رہتی ہے صرف اوقات نماز میں شامل جماعت ہوتے ہیں اور مغرب سے عشا تک اکثر مسجد میں بیٹھتے ہیں اور یہی وقت گویا عرض معروض کا ہے بیٹھنے میں کوئی ممتاز جگہ یا درجہ علیحدہ نہیں رکھتے بلکہ اکثر مرید اونچی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں۔ گھر میں بچے شور مچاتے ہیں مگر آپ کچھ نہیں کہتے اور آپ کے فرض منصبی میں اس سے کچھ فرق نہیں آتا آپ ہمیشہ ابتداءً السلام علیکم ایک متین اور سنجیدہ لہجہ میں اپنے متبعین پر کرتے ہیں آپ کا فرض منصبی اسقدر بڑھا ہوا ہے کہ مہمانوں کی باوجود تکریم اور تواضع کے (جسکو ملازمان انجام دیتے ہیں) پاس نہیں بیٹھتے مہمانوں کی پوری پوری خبرگیری کی جاتی ہے اور باوجود ایسی سخت خدمت کے طبیعت اکثر اسہال و دردسر وغیرہ میں مبتلا رہتی ہے مگر اعضاء جسم سیرت و صورت میں قطعی تغیر نہیں آتا۔

ان حالات پر غور کرنے کے بعد مجھکو ثبوت ملتا ہے کہ آپ بیشک وہی مسیح موعود ہیں جنکی خبر خدا تعالی نے قرآن شریف میں اور حضرت مسیح نے انجیل میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں دی ہے اور یہ بات ہیں عین الیقین اور حق الیقین سے کہتا ہوں نہ صرف ظن و تخمین سے کہ مجھکو آپ کا مسیح موعود ہونا بالکل ایسا ثابت ہوگیا ہے جیسا کہ اشکال ہندسیہ کا بلکہ اُن سے بڑھ کر۔ یہاں پر ایک عجیب نکتہ میری سمجھ میں آیا ہے کہ مسیح موعود کو علم ہندسہ سے کیا تناسب ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ علم ہندسہ جو علوم ریاضی کی جڑ ہے ایک نہایت باریک اور غامض علم ہے کہ جسکی بابت دنیوی رفارمروں نے شور مچا رکھا ہے کہ ریاضی میں مسلمان پیچھے رہتے ہیں اور یہ بات واقعی ثابت شدہ ہے جس کی اصلاح میں وہ ریزولیوشن پاس کرتے ہیں کہ مسلمان بچوں کو ابجد کے وقت سے ریاضی شروع کرائی جاوے اور وہ علم قرآن جسکو میں عرفاً قرآن کہتا ہوں وہ حقیقتہً پرانی رسم و رواج کے مطابق کچھ پڑھایا جاتا تھا بند کر دیا جاوے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے تقلیدی خیالات نے وہ قوت تدبر و تفکر جسکو دوسرے لفظوں میں قوت ایجادیہ کہتے ہیں مسلمانوں سے سلب کر دی اسیوجہ سے ریاضی میں ایک غوربین نظر کو چاہتا ہے لوگ پیچھے رہتے ہیں اسی کے مغالطے نے ہمارا دین و دنیا پامال کر دیا پس ہمارے دینی و دنیوی رفارمروں کو چاہیے کہ اس قوت کے پیدا کرنے کا اہتمام فکر کریں ہمارے بعض نافہم علمائے جہاں اور غلطیاں کی ہیں منجملہ اُن کے ایک یہ بھی غلطی کی ہے کہ آئندہ آنیوالے واقعات جنکی کوئی نظیر اُنکے پاس نہ تھی اُنپر بھی اپنے قیاسی دلائل سے اُنکا خاکہ کھینچا ہے